بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۴

قبر پرستی اور سماع موتیٰ

مصنف

محمد قاسم خواجہ

www.KitaboSunnat.com

ناشر

گرجاکھی کتب خانہ لاہور

فون: ۷۲۲۳۶۴۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کسی بھی اُونچی قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑو!

(پیغمبرؐ خُدا کا حکم (مسلم ص ۳۱۲)

قبر پرستی اور سماع موتیٰ

از

محمد قاسم خواجہ

ناشر

ادارہ احیاء السُنۃ ۔ گھرجاکھ

گوجرانوالہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت معین الدین اجمیریؒ۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ۔ اور حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام جو اس خاکسار کے حسنِ ظن کے مطابق اللہ تعالےٰ کے نیک اور موحد بندے تھے مگر ان کے جعلی عقیدت مندوں اور اسلام کے نادان دوستوں نے ان کی قبروں کو مندروں اور شوالوں کی حیثیت دے ڈالی ہے۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ کتاب کے بارے میں

یہ مضمون ہفت روزہ الاعتصام کی کئی قسطوں میں شائع ہوا تھا۔ اس پر استاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور پھر انہی کے حکم سے اسے کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ اس کا پیش لفظ بھی انہوں نے ہی تحریر فرمایا۔ یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی۔ بعض دوستوں کی فرمائش پہ اسے قدرے اضافہ کے ساتھ دوبارہ زیور طبع سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

آخر میں ایک اور مضمون مسئلہ سماع موتی بھی شامل اشاعت ہے۔ اُمید ہے قارئین اس حقیر کوشش کو پسند فرمائیں گے۔

محمد قاسم خواجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از قلم جناب شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب امیر جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان

پیش لفظ

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا۔ یسبح للہ ما فی السمٰوات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل۔

انبیاء کی تعلیمات میں تنوع

قرآن عزیز کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی فرما کر انسان پر نوازش کی ہے۔ بادشاہوں کے پرشکوہ ایوانوں سے شروع ہو کر فقراء کے جھونپڑوں تک اس کا فیضان پہنچا ہے قرآن عزیز کے تاریخی حصوں میں جہاں انبیاء علیہم السلام اور ان کی اُمتوں کی سرگذشت کا تذکرہ ملتا ہے وہاں انبیاء علیہم السلام کے مختلف فرائض پر بھی روشنی پڑتی ہے جن کو انہوں نے انسانی معاشرہ کے عروج و زوال اور ترقی و انحطاط کے متعلق بخوبی نباہا۔ بدکاری سے روکا۔ بدکرداری سے منع فرمایا۔ ماپ تول میں بے اعتدالی پر سرزنش فرمائی۔ راستوں میں بیٹھ کر مسافروں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھیڑ چھاڑ کرنے پر وعید فرمائی۔ شاہراہوں پر بیٹھنے سے جو ذمہ داریاں انسان پر عاید ہوتی ہیں ان کا حکیمانہ تذکرہ فرمایا۔ ان کنتم لابد فاعلین فاعطوا الطریق حقه الحدیث۔ اگر تم کو شاہراہوں پر بیٹھنے کے سوا چارہ نہ ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ کتنا بلیغ فقرہ ہے جس میں شاہراہوں اور سقیفوں کی صورت میں ڈیرے ڈالنے کی کراہت ظاہر فرما کر اجازت دیتے ہوئے انسانی معاشرہ کی بہترین خدمت کے لیے ضمنی احکام ارشاد فرما دیے۔ حضرت یوسفؑ اور امرأة العزیز کی محبت کا تذکرہ اس خوبصورتی سے بیان فرمایا کہ اس اخلاقی انداز بیان پر ہزاروں ابن مسکویہ اور دوانی قربان کیے جا سکتے ہیں۔ محبت کی بے عنوانی اور جذبات کی بے اعتدالی کا پورا تذکرہ اپنی پہنائیوں کے ساتھ آگیا۔ لیکن ایک لفظ بھی ایسا نہیں آیا جس پر اخلاق کی محفلیں کوئی نکتہ چینی کر سکیں۔ اتنا مبسوط تذکرہ جس میں پُرامید محبت کی فراوانی، بے اعتدالیوں اور مایوسیوں کے سیلاب ابتلا اور استقامت کی پاداش میں سالہا سال تک جیل کی زندگی قرآن عزیز نے ان تمام حوادث اور سوانح کا ذکر فرمایا لیکن ایک بھی گندا اور مستہجن لفظ ان واقعات کے اظہار میں نہیں فرمایا ان مصنوعی اور مجازی محبتوں میں ایرانی ادبیات نے عشق کا لفظ بڑی بے تکلفی سے استعمال کیا ہے۔ لیکن قرآن نے اس داستان میں اسے بھی پسند نہیں فرمایا۔ قد شغفها حبا (یوسف کی محبت اس کے دل کی گہرائیوں میں اُتر چکی تھی) کہہ کر دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ قصہ کوتاہ گشت ورنہ درد سر بسیار بود۔

قدر مشترک

انبیاء علیہم السلام کی مساعی کے اس تنوع اور تطور کے باوجود ان سب میں قدرِ مشترک مسئلہ توحید تھا۔ آدم علیہ السلام کی نبوت اس وقت زندگی کی ضروریات تک محدود معلوم ہوتی ہے۔ قابیل کی اخلاقی بے اعتدالی کے علاوہ کسی گناہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سراغ نہیں ملتا جس کی اصلاح حضرت آدمؑ نے فرمائی ہو۔ اور زندگی کی اس قریبی ابتداء میں شاید انسان شرک کے تصور کو قبول بھی نہ کر سکتا۔ اس لیے کہ ابھی بے عملی اور بدعملی زندگی ہی شروع نہ ہوئی تھی جس کے لیے بزرگوں اور ولیوں کی چوکھٹوں پہ سربسجود ہونے کی ضرورت محسوس ہو اللہ کی توفیق شامل حال ہو انسان اپنی بساط کے مطابق خود دین کی پابندی کرے۔ اللہ تعالیٰ اور آنحضرتؐ کی اطاعت کے ساتھ حسنِ عمل اور حسنِ کردار کا پابند ہو تو اس پر اس قدر مایوسی طاری ہی نہیں ہوتی کہ وہ ان دُنیا کے درباروں اور پُرانی خانقاہوں پر جُبّہ سائی کرے۔ وہ یقیناً اپنے رب کی رحمت پر مطمئن ہوتا ہے اور اُمید رکھتا ہے کہ وہ اس کی دستگیری فرمائے گا اور ان مساعی کو قبول فرما کر اپنی رحمت کے دروازے اس پر کھول دے گا۔ یہ شخص بفضلِ خُدا بزرگوں سے توسل کی بجائے ان کی معیت سے سرفراز ہوگا ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا (النساء ۷۰) جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے قیامت کے دن انبیاء اہل صدق ارباب شہادت اور صلحا کی معیت نصیب ہوگی۔ اور یہ رفاقت بہترین رفاقت ہے جس کو اللہ تعالیٰ بزرگوں کی معیت سے نوازے وہ توسل اور شفاعت کے لیے کیوں سرگرداں اور بے قرار ہو۔

طریق کار

انبیاء علیہم السلام نے توحید کی اشاعت کو مؤثر، ذہن نشین اور کامیاب بنانے کے لیے اساس کار کے طور پر اپنی اطاعت پہ پورا زور دیا۔ اس لیے کہ یہ تصور پیغمبر کے ساتھ پوری عقیدت کے بغیر ذہن میں پیوست نہیں ہو سکتا۔ دوسری چیز جس پہ بار بار زور دیا وہ اپنی عبدیت کا اقرار اور اس کی تشہیر ہے تاکہ خود پیغمبر کے متعلق بھی غیر متوازن تصورات قائم نہ ہو جائیں۔ اور غلو پسند طبائع پیغمبر کو بھی خدا کا شریک نہ بنالیں۔ اس لیے خود اسے عبدیت کی سند عطا فرمائی۔ اور نبوت کی زبان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی اس کا اعلان کرایا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کا محبوب ترین لقب جس سے رفعتوں اور بلندیوں کی راہیں کھلتی ہیں اسی عبدیت کو قرار دیا گیا۔ لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملائکۃ المقربون (النساء ۱۷۲) حضرت مسیح اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے اللہ کا بندہ بننے سے قطعی گریز نہیں کرتے۔

یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ (المومن ۱۵)	اپنے بندوں سے جس پر چاہے وحی نازل فرمائے۔
ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ۔ (النحل ۲)	اپنے بندوں سے جس کے پاس چاہے وحی بھیج دے۔
سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا (بنی اسرائیل ۱)	اس نے اپنے بندے کو رات سیر کرائی
الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب (الکہف ۱)	اس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری
نعم العبد انہ اواب (ص ۴۴)	ایوبؑ بہترین بندے تھے۔
ذریۃ من حملنا مع نوح انہ کان عبداً شکورا (بنی اسرائیل ۳)	نوحؑ بہتر بندے تھے۔

آنحضرت فداہ ابی و امی اور باقی انبیاء علیہم السلام کے وصف عبدیت سے قرآن بھرا پڑا ہے۔ نماز میں آنحضرت صلعم کی عبدیت کا بار بار اقرار کرایا گیا ہے۔ سورۂ شعراء میں حضرت نوح حضرت ہودؑ، حضرت صالح حضرت شعیبؑ کا تذکرہ یکے بعد دیگرے فرمایا سب نے اسی چیز پر زور دیا فاتقوا اللہ و اطیعون اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ نبوت کے اقرار عبدیت کے اعتراف کے ساتھ خدا تعالیٰ کی وحدانیت پہ زور دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومِ نوح اولیاء پرستی کی موجد

قرآن عزیز کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اولیاء پرستی کا دورہ سب سے پہلے حضرت نوحؑ کی قوم کو پڑا اور اُنھوں نے اجتماعی طور پر قرار داد پاس کی کہ ودؔ ۔ سواؔع ۔ یغوثؔ ۔ یعوقؔ ۔ نسرؔ ۔ ان پانچ بزرگوں کی پرستش کو مت چھوڑنا۔ ان کا یہ فیصلہ ان بزرگوں کے بتوں کی پرستش کے متعلق تھا۔ ہمیں آج تک ان قبوری اور خرافی حضرات کا فلسفہ سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ قبر پرستی کی اجازت دیتے ہیں بُت پرستی کو ناپسند کرتے ہیں آخر ان دونوں پرستشوں میں فرق کیا ہے ؟

بُت پرستی کے متعلق اُس وقت کے صوفی حضرات نے یہی فلسفہ بیان کیا تھا ھٰؤلاءِ شفعاءنا عند اللہ ۔ لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ۔ یہ بزرگ ہمارے لیے اللہ کے ہاں سفارش اور قرب کا موجب ہیں ۔ یہی دلیل خرافی حضرات اولیاء اور قبور اولیاء کے متعلق فرماتے ہیں ۔ اگر قرآن عزیز نے اصنام اور اوثان کے توسل اور شفاعت کو ناجائز قرار دیا ہے تو قبور کے لیے جواز کہاں سے ثابت ہوا۔

اوضاع و اطوار اور اسماء و القاب کے بدل جانے سے عبادت میں کیا فرق پڑ گیا ۔ وہ حرام یہ ثواب ۔ مالکم کیف تحکمون ۔

قرآن عزیز نے جو شرک کی مذمت فرمائی ہے تو اس کے ظہور کی ایک نہیں کئی صورتیں ہیں ۔ حضرت ابراہیم کی قوم نے ستاروں کی پرستش کی ۔ بعض نے حضرت مسیح اور حضرت عزیر کو ابن اللہ کہہ کر پرستش کے لیے حیلہ بنایا ۔ رؤساء عرب لات کی قبر اور بُت دونوں کو خدا کا مظہر سمجھتے تھے ۔ پختہ قبریں بنانے کا رواج بھی موجود تھا ۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ان کے برابر کرنے کا حکم دیا ۔ حضرت علیؓ نے ابوالہیاج کو مامور فرمایا ۔ صحابہ میں سے ایک بھی آواز اس کے خلاف نہیں اُٹھی ۔ آج بزرگوں کے بتوں اور بزرگوں کی قبروں میں کیوں فرق کیا جائے ۔ جب ہیاکل اور ملائکہ کی پرستش کے لیے جواز کی کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ نہ بن سکی تو اہل اللہ اور ان کی قبور کے لیے جواز کا فتویٰ کہاں سے آیا۔ اکفارکم خیر من اولئکم ام لکم براءۃ فی الزبر (قمر ۴۳) کام جب یکساں ہے تو حکم میں فرق کیسے ہو۔

زیر تقریظ کتاب

حافظ قاسم سلمہ اللہ ان نوجوانوں میں سے ہیں۔ جن کے خمیر میں توحید سمو دی گئی ہے۔ وہ ان معنی میں نجیب الطرفین ہیں کہ ان کے ننھیال اور ددھیال دونوں پختہ قسم کے موحد تھے۔ ان کے مرحوم والد کی دلی آرزو تھی کہ یہ کسی معاوضہ کے بغیر دین کی خدمت کریں۔ حافظ صاحب کے والد کی یہ دعا اللہ تعالےٰ نے منظور فرمائی۔ انبیاء اور اکابر امت کی طرح ان کے معاشی ذرائع دینی خدمت سے بالکل الگ ہیں۔ (کاش یہ روز افزوں مہنگائی خاکسار کے ارادوں کو متزلزل نہ کر دیتی (محمد قاسم)

بڑی خوش قسمتی ہے کہ انہیں لکھنے کی عادت ہے پہلے بھی وہ مختلف موضوعات پر رسائل لکھ چکے ہیں۔ زیر تقریظ رسالہ میں نے اکثر مقامات سے پڑھا ہے۔ ایسے تلخ موضوع پر جہاں ایک موحد ان خرافی حضرات کے خرافات سن کر جوش میں آجاتا ہے۔ حافظ صاحب کا قلم اعتدال سے نہیں ہٹا۔ معلوم ہے یہ خرافی ذہن مریض ہے۔ مریض سے ناراض ہونا کوئی خوبی نہیں۔ حافظ صاحب نے یہ رسالہ اسی انداز سے لکھا ہے کہ ان بیماروں کا علاج ہو سکے۔ انہوں نے ان مریض حضرات کے قریب ہو کر ان کے مرض کی نشان دہی فرمائی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمارے ان خرافات پسند دوستوں کو توفیق دے کہ وہ اس حکیمانہ علاج سے استفادہ فرمائیں۔ وہ اپنی عبادات کو بزرگوں کی قبور اور بزرگوں کی بے حس و حرکت لاشوں کی بجائے خدائے لایزال کے لیے بجالائیں اللہ تعالےٰ سے محبت کریں اور اللہ تعالےٰ کے سامنے عجز کا اعتراف کریں تاکہ ان کی عبادت قبولیت کی مستحق ہو سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعبادة الرحمان غاية حبه   مع ذل عابده هما قطبان
وعليهما فلك العبادة دائر   ما دار حتیٰ دامت القطبان

اللہ تعالےٰ حافظ صاحب کے قلم میں برکت فرمائے۔ اور مزید خدمت دین کی توفیق بخشے۔

محمد اسماعیل (رحمۃ اللہ علیہ)
۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ
۱۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

کراچی کا عثمانی مذہب

کراچی کے ایک حنفی المذہب ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی صاحب نے "توحید" کے نام سے مسلمانوں میں فتنہ کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے میرے نزدیک یہ گروہ خوارج کا ظہور ثانی ہے۔ امام بخاریؒ۔ امام مسلمؒ۔ امام ابوحنیفہؒ اور اپنے سوا انہیں کوئی مسلمان نظر نہیں آتا۔ ان کا لفظ توحید کو استعمال کرنا کلمۃ حق ارید بہا الباطل کے مصداق ہے۔ اس کتاب میں ان کے لٹریچر کا تار و پود بکھیرا گیا ہے۔

صفحات ۱۲۸۔ قیمت ۲۵ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

قبر پرستی اور اس کے اسباب

توحید کے لیے کیا کچھ ہوا؟

مسئلہ توحید بہت پرانا ہے۔ یہ ایک ازلی وابدی حقیقت ہے۔ جتنا اس موضوع پر بولا گیا اور جتنی اس بارے میں گفتگو ہوئی ہے کسی اور مضمون کے لیے اتنا اہتمام نہیں ہوا۔ اس کی خاطر آسمان سے کتابیں اُتریں۔ صحیفے نازل ہوئے اور انبیاء و رُسل کی بعثت ہوئی۔ اس کے لیے قربانیاں دی گئیں۔ وطنوں کو خیر باد کہا گیا۔ اعزہ واقارب کو چھوڑا گیا۔ ماریں کھائی گئیں۔ آروں سے چیرا گیا۔ لوہے کی کنگھیوں سے نوچا گیا۔ خون کی ندیاں بہیں۔ لہو کے فوارے چھوٹے اور بے بہا قیمتی شخصیتیں خاک و خون میں تڑپ گئیں۔

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا (بقرہ)

انھیں تکلیفیں اور مصیبتیں آئیں اور جھنجوڑ ڈالے گئے۔

وہی مرغ کی ایک ٹانگ

لیکن یہ مسئلہ پھر بھی نتنازعہ فیہ رہا۔ شرک آج بھی مائل بہ عروج ہے۔ کفار تو درکنار خود مسلمانوں کی اکثریت حقانیت توحید کی ہنوز معترف نہیں ہو سکی۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (یوسف ۱۰۶)

خدا تعالیٰ پر اکثر ایمان لانے والے شرک کرتے ہیں۔

شرک کی بیماری میں صرف جاہل عوام گرفتار نہیں، پڑھے لکھے لوگ، ذی فہم و ذی شعور لوگ شہر کے ہوش مند ماحول میں بسنے والے لوگ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ عہدوں و ترقی و کامرانی کی اونچی رفعتوں پہ پہنچے ہوئے لوگ امراض شرک میں بُری طرح مبتلا ہیں۔ ان کی قدرتی صلاحیت اور راہ عمل کے درمیان افسوسناک تضاد نظر آتا ہے۔

اِشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى (بقرہ: ۱۶)

ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی۔

ایک طرف ان کے چہروں کو ملاحظہ فرمائیے اور دوسری طرف ان کے کردار کی پستی کو۔ کوئی مناسبت وہاں دکھائی نہیں دیتی۔ مسلمان شانِ عبدیت سے اتنا نیچے اتر جائے، سمجھ سے بالاتر ہے۔ خدا کی قسم جب ان کو توحید سے ہٹی ہوئی راہوں میں گھرا ہوا پاتا ہوں تو اپنی آنکھوں پہ اعتبار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

توحید ایک واضح مسئلہ

توحید کا مسئلہ تو نہایت سیدھا سادھا اور واضح تھا۔

اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ والارض (ابراہیم ۱۰)

کیا اللہ کے بارے میں شک ہے جو زمین اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

لیکن یار لوگوں کی ہٹ دھرمی اور بے محل عصبیت نے اس میں بڑی الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ (الزمر: ۶۷)

اور انہوں نے اللہ کی کما حقہٗ قدر نہیں پہچانی۔

توحید ایک حقیقت

بعض مسائل آنکھیں بند کر کے ضرورت یا خوش اعتقادی کے تحت مان لیے جاتے ہیں۔ چاہے ان کی اصلیت کچھ ہو یا نہ ہو۔ توحید اس سے ماوراء ہے یہ مبنی بر مصلحت نہیں۔ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (نحل ۲۲)

تمہارا معبود صرف ایک ہے۔

کلمۂ توحید

توحید یہ ہے کہ ہم خدا کو ایک مانیں۔ ذات میں بھی اور صفات میں بھی اور صرف اسی کی پرستش کریں۔ اس عقیدہ کی سب سے اچھی اور جامع مانع تعبیر یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

نہیں کوئی لائق عبادت کے مگر ایک اللہ۔

اس کے برعکس جو کچھ ہوگا شرک ہوگا۔

علیٰ وجہ البصیرت

ہمارے بھائی شرک کرتے ہیں۔ جسے شریعت کے الفاظ میں ظلم عظیم اور اکبر الکبائر کہا گیا ہے۔ یہ منحوس گناہ ان کے مذہب کا جزو اعظم بن کر رہ گیا ہے یہ رگ ان کی اس قدر نازک ہوتی ہے جسے چھیڑ دیا جائے تو سخت پیچ و تاب کھاتے ہیں۔ یعنی انھیں کوئی احساس دلائے آپ لوگ مسلمان ہو کر کیا کر رہے ہیں تو بجائے سوچنے کے اُلٹا بُرا مانتے ہیں۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ؀ (الزمر: ۴۵)

جب تنہا اللہ کا نام لیا جائے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں اور جب غیروں کا ذکر کیا جائے تو خوش ہوتے ہیں۔

اذا دعی اللہ وحدہ کفرتم و ان یشرک بہ تؤمنوا (مومن: ۱۲)

جب ایک اللہ کو پکارا جائے تو تم انکار کرتے ہو۔ اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے تو تم ایمان لاتے ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے نزدیک اس بنیادی عقیدہ کے متعلق غور کرنا بھی مہا پاپ بد مذہبیت اور عظیم گستاخی ہے۔ حالانکہ قرآن کی زبان میں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (یوسف: ۱۰۸)

میں اور میرے پیروکار علیٰ وجہ البصیرت اور ٹھوک بجا کر ایمان لائے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا۔ (الفرقان: ۷۳)

اور جب ان کے سامنے اپنے رب کی نشانیوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان پر بہروں اور اندھوں کی طرح نہیں گر پڑتے ہیں۔ ان کا ایمان سوچ سمجھ کا نتیجہ ہوتا ہے۔

قبریں عبادت گاہ بن گئیں

زیادہ تر قبر پرستی مسلمانوں کو لے ڈوبی ہے۔ اس فتنہ نے وہ رواج پایا ہے کہ جیسے ہی بھلی۔ کسی خانقاہ میں چلے جائیے قبلہ دوسری جانب ہوگا اور زائرین نہایت رقت اور خضوع و خشوع کے ساتھ قبر کو گھیرے میں لیے دست بستہ کھڑے جھکے دو زانو بیٹھے یا سر بسجود ہوں گے۔ اور عقیدت و احترام کی ساری حدود پامال کرتے ہوئے وہ حرکتیں کرتے نظر آئیں گے جنہیں کعبۃ اللہ کے بغیر تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ اچھا ہوا حضور علیہ السلام دعا فرما گئے۔

اللّٰھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم ن اتخذوا قبور انبیاءِ ھم مساجد (موطا امام مالک ص۶۰)

اللہ پاک! میری قبر کو بت نہ بنائیو کہ پوجی جائے۔ سخت ہوا غضب اللہ کا اس قوم پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔

ورنہ خدا جانے وہ آج ان مسلمانوں کے ہاتھوں کتنا بڑا سومنات بنی ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العیاذ باللہ۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا قبر اگر پوجی جائے تو یہ بھی وثن یعنی بُت پرستی ہی کے حکم میں ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا۔ لا تجعلوا قبری عیدا (عن ابی ھریرہ۔ ابوداؤد۔ باب فی اتیان المدینہ) میری قبر پر عید یعنی میلہ نہ لگانا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

ومن اعظم البدع ما اخترعوا فی امر القبور فاتخذ وھا عیدا (التفہیمات ج ۲ ص۶۴)

اور بہت بڑی بدعت جو لوگوں نے قبروں کے بارے میں ایجاد کر لی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے قبروں پر میلے لگانے شروع کر دیے ہیں نیز لکھتے ہیں آتش پرستوں اور بُت پرست ہندوؤں کی یہ عادت ہے کہ سال میں ایک دن مقرر کر کے جمع ہو کر عید مناتے ہیں اسی طرح پیر پرست بھی عید غدیر خم اور مختلف بزرگوں کے عُرس مناتے ہیں۔ اور انہی کی طرح عیش و عشرت اور لہو لعب کر کے شیاطین کو خوش کرتے ہیں (البلاغ المبین ص۱۳)

ایجنٹوں کی ایڈورٹائزمنٹ

گدی نشینوں نے ملک بھر میں اپنے ایجنٹ چھوڑ رکھے ہوتے ہیں۔ جو اصحاب القبور کی خوب گٹھاتے اور ہوائیں باندھتے ہیں۔ ایسی فضول اور واہیات کہانیاں مرحومین کے نام سے منسوب کی جاتی ہیں جو عقل مندوں کے لیے پُر از حماقت لطیفے اور "مریدانِ باصفا" کے نزدیک کرامات ہوتی ہیں شرع مبین اور عقل سلیم سے یکسر متصادم۔ یہ انھیں اس طرح مانتے ہیں کہ قرآن کی آیتیں بھی کیا چیز ہیں۔ یوں شرک کی دکان داری چمک اٹھتی ہے۔ اور قبر فروشوں کا مدعا حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ کہا کرتے ہیں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب کی خبریں بتلا سکتے تھے اندھوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بینا کر سکتے تھے ۔ مردوں کو زندہ کر سکتے تھے اور شرک نہیں کہلاتا تھا تو ہم اگر اپنے اولیائے کرام کی طرف ایسی باتیں منسوب کریں تو شرک کہاں سے ٹپک پڑتا ہے یہ دلیل فقط ایک دھوکا ہے اس بارے میں انبیائے کرام کی ریس نہیں کرنی چاہیے ۔ ان کے معجزات حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا اظہار ہوتے ہیں ۔ انبیاء کے ہاتھوں سرزد کرنے سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ وہ واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں ۔ ان کے معجزات اتمام حجت کے لیے ہوتے ہیں ۔ عام انسانوں کے لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ نہ تو وہ مبعوث ہوتے ہیں نہ ہی ان پر ایمان لانا ہمارے فرائض میں شامل ہوتا ہے ۔

فوت شدہ مسلمانوں کے لیے ہمیں مغفرت اور بلندی درجات کی دُعا کرنی چاہیے اور بس اس سے زیادہ ان کا درجہ نہیں بڑھانا چاہیے اور انھیں انسان ہی رہنا چاہیے ۔ خُدا نہیں بنانا چاہیے ۔

یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام اگر مردوں کو زندہ کر سکتے تھے تو پھر ہمارے ولی کیوں نہیں کر سکتے ۔ تو گزارش ہے کہ پھر تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ نبیوں پر وحی نازل ہوتی تھی تو ولیوں پر کیوں نازل نہیں ہو سکتی ۔ ظاہر ہے اگر آج کوئی ایسا دعویٰ کرے گا تو لوگ اسے ولی نہیں دجال کہیں گے ۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف مُردوں کو زندہ نہیں فرماتے تھے بلکہ بغیر باپ کے بھی پیدا ہوئے تھے ۔ اب اگر کوئی یہ "معجزہ" اپنے ولی کے بارے میں بیان کرے گا تو لوگ اسے ولی نہیں ناجائز اولاد کہیں گے ۔ جہاں تک مُردوں کو زندہ کرنے کا تعلق ہے "ممکن ہے ان کے ولی ایسا کر لیتے ہوں ۔" لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کر سکتے تھے اس کی ایک بھی مثال نہیں ملتی ۔ ورنہ آپ کو اپنے بچھڑنے والے بے شمار پیاروں کی جُدائی کا غم بار بار برداشت نہ کرنا پڑتا ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبوری حضرات اپنے ولیوں کو مستقل طور پر خدائی طاقتوں کا مالک تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ مستقل طور پر انبیائے کرام بھی معجزات کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں بھی یہ اعلان کرنا پڑتا ہے۔

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل - ۹۳)

کہہ دو میرا رب پاک ہے۔ میں تو فقط ایک بشر اور رسول ہوں۔

یہ معجزات کبھی کبھی صرف اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی خاص مصلحت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں معجزات سے عاجزی کی سینکڑوں مثالیں پائی جاتی ہیں۔

ان کی کرامتیں

ان کا عقیدہ ہے دُنیا میں کوئی نہ کوئی قطب یا ابدال ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ میں یہ سوال کرتا ہوں اگر اولیاء کے لیے کرامات کا وجود ناگزیر ہے تو کیا آج کل کوئی ولی نہیں کیوں ان سے اتنی تعداد میں کرامتیں سرزد نہیں ہوتیں بلکہ سرے سے سرزد ہی نہیں ہوتیں۔ ماضی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑا ولی کون گزرا ہے بتایا جائے کتنے واقعات کرامت ان سے مروی ہیں۔ کہیں اس کا یہ مطلب تو نہیں۔ بزرگوں کی وفات کے بعد کہانی نویسوں کی خدمات حاصل کر لی جاتی ہیں یا پھر اجازت ہو تو شعبدہ بازوں کو درجۂ ولایت دے دیا جائے کہ ان سے اکثر نادر واقعات رُونما ہوتے رہتے ہیں۔

ابن صیاد

بعض لوگ اس لیے بھی پیروں کے جال میں پھنس جاتے ہیں کہ فلاں حضرت صاحب دل کی بات بُوجھ لیتے ہیں حالانکہ یہ صلاحیت کسی حد تک ابن صیاد میں بھی موجود تھی۔ تاہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ولی نہیں مانا بلکہ آپؐ کو شبہ تھا کہ کہیں یہ ہونے والا دجال نہ ہو۔ (بخاری ص۱۷۷۔ مسلم ج ۲ ص ۳۹۷) ظاہر ہے یہ شیطانی امر ہی ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارق

دراصل خوارق عادات سرے سے ولایت کی نشانی ہی نہیں ہیں۔ گورونانک کے سوانح میں بھی کئی عجیب و غریب واقعات ملتے ہیں۔ علامہ رشید رضاؒ نے اپنی کتاب وحی محمدی میں ایک ہندوستانی سادھو کا ذکر کیا ہے۔ جو ناک منہ بند کر کے چالیس روز تک زیر زمین مقفل رہ کر زندہ برآمد ہوا۔ اسے صرف کسبی ریاضت کا کمال کہہ سکتے ہیں اور کچھ نہیں۔ کسب ایک ہتھیار ہے جو اچھے اور برے دونوں کے ہاتھ میں ہو سکتا ہے۔ اور جیسے نیک آدمی نیکی اور بد آدمی بدی کی راہ میں استعمال کرتا ہے۔ اُسے ولایت کی علامت قرار دینا خود کو فریب دینا ہے یہی نکتہ نہ سمجھنے کی وجہ سے کئی کسبی لیٹرے ولیوں کا لبادہ اوڑھ کر بھولے مسلمانوں کی عقیدتوں کو لوٹنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ رہی کرامت سو یہ بزرگی کے لیے ضروری نہیں تاہم اس کے وجود سے انکار بھی نہیں۔ جو لوگ عشق الٰہی میں ڈوب جاتے اور اطاعت پیمبری میں اپنے آپ کو گنوا دیتے ہیں۔ یعنی فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو جاتے ہیں۔ تو گاہے گاہے ان سے ایسے آثار ظاہر ہو جایا کرتے ہیں وہ کسب کی طرح ان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہوتے کہ جب جی چاہا پٹاری کھولی اور چھو منتر کی جے کریں۔ وہ معجزہ کی طرح من جانب اللہ ہوتے ہیں۔

لیکن معجزہ کی مانند پبلک کے لیے حجت یا شعبدہ کی طرح عوام کے لیے تماشا نہیں ہوتے۔ پیغمبروں کے معجزات نبوت کی دلیل بن کر سامنے آتے ہیں لیکن کرامتوں کا ڈھنڈورہ نہیں پیٹا جاتا۔ شیخ احمد رفاعی کا قول ہے۔ اولیاء اپنی کرامات کو عورت کے ایام کی طرح چھپاتے ہیں۔ لیکن جس طرح معجزات کے معاملہ میں قوموں نے غلو کیا۔ یعنی انہیں بجائے نشان نبوت کے دلیل خدائی سمجھ بیٹھے اسی طرح بزرگوں کی کراماتی داستانیں سُنا سُنا کر یہی تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ خدا نہ کرے غالباً ایسے ہی لوگ ہوں گے جو دجال کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محیر العقول کارناموں کو دیکھ کر اس پر بھی ایمان لانے سے دریغ نہیں کریں گے۔

موت کے بعد بھی

جھوٹی یا سچی جو بھی کرامات بیان کی جاتی ہیں وہ اولیاء کی زندگی سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کا سلسلۂ حیات منقطع ہو جانے کے بعد یہ بھی ساتھ ہی رخصت ہو گئیں۔ اعتبار نہ ہو تو آج انہیں کہیے کچھ ظاہر فرمائیں۔ جب وہ اپنی کرامات کے اعادہ پر قادر نہیں تو پھر ان سے یہ کیونکر توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ آپ کی بھی کچھ مدد کریں گے۔ بلکہ مُلّا علی قاریؒ حنفی فرماتے ہیں کہ پیغمبر کے علاوہ اولیاء۔ علماء صلحاء کے متعلق ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ ان کی موت ایمان پر ہوئی ہے۔ اگرچہ ان سے خوارق عادت کمال حالات اور جمالِ انواع طاعات ظہور پذیر ہوئے ہوں۔ کیونکہ یقینی خبر کی بنیاد مشاہدہ پر ہے۔ اور یہ انسانوں سے مخفی ہے (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۱ طبع مجتبائی دہلی)

شریعت اور طریقت

ہمارے بھائی ایسے لوگوں کو ولی مان کر سرِ نیاز خم کر دیتے ہیں۔ جن کا عاقل اور مسلمان ہونا ہی مشکوک ہوتا ہے۔ نماز روزہ حرام حلال اور دیگر آداب کا پتہ ہی نہیں۔ اور کہہ دیا جاتا ہے یہ پہنچی ہوئی سرکار ہیں۔ ان کے دل میں خدا کی یاد ہوتی ہے اور انہیں ظاہری شریعت کی ضرورت نہیں۔ ایسا مت کہیے لائن فقط ایک ہی ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران : ۱۹)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

یہ مکار بہروپیوں کی شرارت ہے کہ انہوں نے اپنے لیے بے عملی کی راہ کرنے کو ظاہر و باطن کا فرق ایجاد کیا۔ اور خود کو اہل باطن میں سے تصور کر کے ظواہر شریعت سے بے نیاز سمجھ لیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الفرقۃ الناجیۃ الاخذون فی العقیدۃ والعمل جمیعًا بما ظہر من الکتاب والسنۃ وجری علیہم جمہور الصحابۃ والتابعین ۔

فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ و عمل ظاہر کتاب و سنت اور صحابہ و تابعین کے طرز عمل کے مطابق ہو۔

اور غیر ناجیہ کے متعلق لکھتے ہیں :۔

کل فرقۃ انتحلت عقیدۃ خلاف عقیدۃ السلف او عملاً دون اعمالہم ۔

ہر وہ گروہ جو سلف کے عقیدہ و عمل کے خلاف چلے۔

ایک اور مقام پہ لکھتے ہیں :۔

فعلی المؤمن اتباع السنۃ والجماعۃ والسنۃ ما سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والجماعۃ ما اتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

مومن پر سنت و جماعت کی اتباع لازم ہے۔ سنت وہ ہے جسے حضورؐ نے جاری فرمایا اور جماعت جس پر اصحاب رسول متفق ہوئے (باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ غنیۃ الطالبین)

امام احمد بن حنبلؒ اہلسنت کے امام ہیں :۔

قیل للشیخ الجیلانی ھل کان للہ ولیًا علی غیر اعتقاد احمد بن حنبل فقال ما کان ولا یکون ۔

شیخ جیلانیؒ سے پوچھا گیا ۔کیا کوئی غیر حنبلی عقیدے کا آدمی ولی ہو سکتا ہے ۔ فرمایا کبھی ہوا ہے نہ ہوگا ۔

(طبقات ابن رجب ج ا ص ۳۰۲)

غالبًا سلطان باہوؒ کا قول ہے ۔ اگر تمہیں کوئی شخص ہوا میں اڑ کر پانی پر چل کر اور آگ کھا کر بھی دکھلا دے ۔ لیکن اس کی زندگی سنت کے مطابق نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو تو پاؤں کے دونوں جوتے اتار کر اس کے سر پر تڑ تڑ مارنے لگ جاؤ ۔ یہ دلی نہیں ۔

نبی علیہ السلام صحابہ کرامؓ تابعین عظامؒ اور بعد کے فقہاء و آئمہ میں سے کوئی بھی شریعت سے مستغنی نہیں رہا ۔ کیا یہ لوگ اصحاب طریقت اور اہل باطن نہ تھے ۔

آپ کو تو یہ حکم ہوا ۔

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین (الحجر : ۹۹)

اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو (ترجمہ احمد رضا خان صاحبؒ ۔

انہوں نے جن بے عمل قسم کے لوگوں کو اپنی ارادتوں کا مرکز بنا رکھا ہے انہیں ولی کہنے کی بجائے بہتر ہے کہ پاگل خانہ بھیج دیا جائے ۔ یہ مجذوب نہیں پاگل ہیں ۔ عاشق نہیں دیوانے ہیں ۔ ان کا شعر ملاحظہ ہو ۔

ے

نمازِ زاہداں سجدہ و سجود است

نماز عاشقاں ترک وجود است (معاذ اللہ)

ہمارے ہاں ایک ماچھن کے بیٹے کی بیوی بھاگ گئی ۔ وہ اس کے غم میں پاگل ہو کر آوارہ پھرنے لگا مر گیا تو اس کا عظیم الشان مقبرہ بن گیا جو آج مرجع خلائق ہے ۔ اور ننگے شاہ کا حال اس سے بھی زیادہ بڑا تھا ۔ آج اسے زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین اور نہ جانے کیا کیا بنا دیا گیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی ولایت تو کجا اس کے اسلام کو بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا ۔ بلکہ دیکھنے میں تو وہ صحیح اللسان بھی نہیں لگتا تھا ۔ مگر آج ان حلقوں میں اس ننگے کی بڑی پوجا ہے ۔ اس کا بہت بڑا مزار بن چکا ہے اور ٹھیک ٹھاک سالانہ عرس ہوتا ہے ۔ اعلیٰ نسبتوں والے وہاں حاضری دینے کا "شرف" حاصل کرنے آتے ہیں لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا فائدہ - ننگے شاہ کی ولایت کا اصل کمال جو الف ننگا رہتا تھا - یہ مرید اس کرامت میں تو اس کی پیروی نہیں کرتے - حالانکہ عرس "شریف" کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ بزرگوں کی پیروی کی جائے - اور ان کے نقش قدم پر چلا جائے -

پچھلے دنوں ایک سبز پوش "ولی" نہ جانے کس طرح ایک اہلحدیث مسجد میں آگیا - یار دوستوں نے پکڑ کر اسے ظہر اور عصر کی نماز پڑھا دی اس نے اعتراف کیا کہ اسے زندگی میں پہلی بار نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے - مقصد یہ ہے کہ جو جتنا زیادہ پاگل کم عقل اور اسلام سے دور ہو وہ ان کا اتنا ہی بڑا معبود ہوتا ہے -

بڑے لوگوں کی قبر پرستی

ہمارے ان نادان بھائیوں کے لیے بڑی حوصلہ افزا بات جو ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حکام کبھی کبھی قبر پرستی کا مظاہرہ فرمایا کرتے ہیں - کسی خانقاہ میں گئے - چادر چڑھائی، مزار چوما - بصد ادب بیٹھے - دعا کی اور عجز و نیاز کیا اللہ بہتر جانتا ہے ان کے دل میں عقیدت ہوتی ہے یا نہیں تاہم ان کی مراد ضرور بر آجاتی ہے - وہ یوں کہ اس طور سے مریدوں کا دل البتہ جیت لیا جاتا ہے - جو بوقت ضرورت کام آتا ہے - ارادت مند دھوکا کھا جاتے ہیں - وہ سمجھتے ہیں جب اتنے بڑے بڑے لوگ ادھر کا رخ کرتے ہیں تو یہاں ضرور کچھ بات ہے - حالانکہ شاید انہیں علم نہیں یا عمداً نظر انداز کر دیا جاتا ہے - یہی لوگ کلبوں، ناچ گھروں اور شراب خانوں میں بھی جایا کرتے ہیں اور وہاں کی زینت بنتے ہیں - بلکہ اکثر ان کی وہیں گزرتی ہے خانقاہوں پر تو ان کا آنا کبھی کبھار ہوتا ہے - جو خوب مشتہر کر دیا جاتا ہے اس مزار پر خاص بات کیا ہوئی ہے - یوں کہیے ان کی نیت میں خاص بات ہوتی ہے - اگر وہ سچے دل سے روحانیت کے معتقد ہوں تو کسی زندہ عالم باکتاب والسنہ کے پاس جائیں جو ان حاکموں کو جھنجھوڑ کر بتائے کہ تم کیا کر رہے ہو اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کرنا چاہیے، جیسا کہ نیک دل حکام کا طریق رہا ہے۔

ارنا اللہ جھرۃ

قبر پرستی کی طرف میلان کا باعث ایک یہ بھی ہے کہ انھیں خدا نظر نہیں آتا اور قبر آنکھوں کے عین سامنے فن تعمیر کا بہترین شاہکار پیش کر رہی ہوتی ہے۔

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔

(صٰفّٰت : ۹۵ و ۹۶)

کیا عبادت کرتے ہو اس چیز کی جسے خود تراشتے ہو حالانکہ تمہارا اور تمہارے اعمال کا خالق خدا ہے۔

مومن کا ایمان بالغیب ہوتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (بقرہ : ۳)

وہ غیب کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔

جنہوں نے خدا تعالے کو بالمشافہ دیکھنے پر اصرار کیا تھا ان پر بجلی گرائی گئی۔

فَقَالُوْا اَرِنَا اللّٰہَ جَھْرَۃً فَاَخَذَتْھُمُ الصّٰعِقَۃُ بِظُلْمِھِمْ۔

(النساء، ۱۵۳)۔

قوم موسیٰ نے کہا ہمیں اللہ سامنے لا کر دکھا تو ان کے ظلم کی وجہ سے انہیں بجلی نے آدبوچا۔

ہماری آنکھیں اصلی معبود کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتیں۔

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (انعام : ۱۰۳)

اسے نظریں نہیں پاتیں اور وہ نظر دل کو پالیتا ہے۔

مومن بصارت سے نہیں بصیرت سے خدا کو دیکھتا ہے۔ یہی مقام احسان ہے۔ ارشاد نبوی ہے:۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔

(عن ابی ھریرہ۔ بخاری ص ۱۳ ۔ مسلم ص ۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو بندگی کرے اللہ کی گویا تو اُسے دیکھتا ہے اتنا نہیں تو یہ یقین کر لو وہ تجھے دیکھتا ہے۔

اگر ہم ضرور ہی کچھ چاہتے ہیں تو مساجد کو خدا کا گھر سمجھ کر رونق بخشئے۔

انما یعمر مساجد اللّٰہ من اٰمن باللّٰہ والیوم الاخر۔ (توبہ: ۱۸)

اللہ کی مسجدوں کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائیں۔

لیکن اس قوم کی مسجدیں غیر آباد ہیں۔ اور خانقاہیں۔ رونق کا بازار۔

ڈر کے مارے

یہ سمجھتے ہیں یہاں ان کی شنوائی ہوتی ہے۔ انہیں مصیبت میں پکارتے ہیں بوقت ضرورت یاد کرتے ہیں۔ اور اپنی حاصل شدہ کامیابی کو بھی انہی کا مرہون منت قرار دیتے ہیں۔ انھیں یہ اندیشہ ہوتا ہے۔ اگر وہاں نذر و نیاز اور چڑھاوا نہ دیا تو سرکار بہت ناراض ہوں گے۔ اور ہم پر تباہی نازل ہونے لگے گی۔ مثلاً اسی لیے یہ حضرت علی ہجویری رح کے مزار پر خالص دُودھ کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی زندہ مخلوق کو کھوٹے کے بھاؤ دُودھ ملا پانی پلاتے ہیں۔ انہوں نے خانقاہوں کو وہی حیثیت دے رکھی ہے جو ہندو وغیرہ اپنے دیوتاؤں کو دیتے ہیں۔ مشرکین نفع سے زیادہ عتاب سے بچنے کے لیے اپنے معبودوں کے آگے نمسکار کیا کرتے ہیں۔

وہی کارساز ہے

اگر ہم مسلمان ہیں تو مسلمان سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا، وہی ہمارے فائدے اور نقصان کا مالک ہے۔ قبروں سے گھبرانے کی قطعی ضرورت نہیں میں یقین دلاتا ہوں خدا کے حکم کے بغیر کوئی کسی کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ یہ خود اعتمادی بلا وجہ نہیں۔ اس یقین کا سہارا قرآن کی آیتیں ہیں۔

مَا اَصَابَ مِن مُّصِیبَۃٍ اِلَّا بِاِذنِ اللّٰہ (تغابن: ۱۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں پہنچتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے حکم سے۔

وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ (یونس: ۱۰۷)

اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو اسے سوائے اس کے کوئی دُور نہیں کر سکتا۔ اور اگر تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔

جب یہ بات ہے تو ہم اوروں سے کس لیے مدد کے طلب گار رہوں۔ فرمایا:-

فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (الجن: ۱۸)

پس نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔

آدمی مدد کے لیے اُسے پکارے جسے کچھ اختیار ہو اور کچھ کر بھی سکے۔

قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ (الاحقاف: ۴)

کہہ دے مجھے بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو دکھاؤ انہوں نے زمین سے کیا پیدا کیا یا ان کے لیے شراکت ہے آسمانوں میں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جسے پکارا جائے لازم ہے کہ وہ تھوڑا بہت خالق یا زمین و آسمان کے ساتھ کچھ ملکیتی تعلق رکھتا ہے۔ اوروں کو تو چھوڑیئے مجھے یقین ہے کوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی خیال نہیں کرے گا کہ وہ خالق یا کائنات میں خدا کے ذرا بھی شریک ہیں۔

قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لھم فیھما من شرک وما لہ منھم من ظھیر (السبا: ۲۲)

کہہ دے پکارو تم جن کو خدا کے سوا سمجھتے ہو۔ وہ زمین و آسمان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ذرّہ کے مالک بھی نہیں ہیں اور نہ ان میں ان کا کچھ حصّہ ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی خدا کا مددگار ہے۔

خدا اینڈ کو

جب ایسی بات ہے تو امداد کے لیے خدا کے علاوہ کسی کو بھی پکارنا قرآن کی رُو سے باطل ٹھہرا۔

افسوس کہ ہمارے بھائیوں نے پکارنے کے لیے خداؤں کی ایک طویل فہرست رٹ لگا کر رکھی ہے۔ عیسائی صرف تین خداؤں کو مانتے ہیں۔ جب کہ ان کے خداؤں کو گننے کے لیے کیلکولیٹر درکار ہے۔ ہر گنبد والی قبر ان کی خدا ہے۔ شرک صرف یہ نہیں کہ ہم خدا کی طرح ایک اور خدا مانیں۔ کسی کمپنی میں ایک پیسہ کی شرکت بھی شراکت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کائنات میں ادنیٰ اختیار بھی کسی کا مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا ہم نے اللہ تعالےٰ کو اکیلا نہیں رہنے دیا۔ بلکہ خدا اینڈ کو بنا دیا ہے۔

شفاعت

وہ جواب دیتے ہیں ہم تو صرف سفارش کے لیے عرض کرتے ہیں۔ گذارش یہ ہے کہ یہی قصور تو کفارِ مکہ کا تھا وہ کیوں قابلِ گردن زدنی قرار پائے۔

وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس: ۱۸)

اور کہتے ہیں یہ اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (زمر: ۳)

ہم تو انھیں صرف اس لیے پکارتے ہیں کہ خدا کے قریب کر دیں۔

حالانکہ ایسی سفارش کی ضرورت ہی کیا ہے۔ انسان براہِ راست بھی خدا سے مخاطب ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نہ تو بے خبر اور کمزور ہے جو ہماری سُن نہ سکے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (آل عمران: ۱۱۹)

بے شک اللہ تعالےٰ سینوں کی باتیں جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہی تنگ ظرف ہے جو اس کی رحمت ہم گنہگاروں کا احاطہ نہ کر سکے۔

ورحمتی وسعت کل شیٍ (اعراف ۱۵۶)

اور میری رحمت ہر چیز پر چھا گئی۔

نہ ہی تنگ دست ہے جو ہمیں دے نہ سکے۔

بل یداہ مبسوطتٰن (المائدہ ۶۴)

اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔

نہ ہی اس کے خزانوں میں کمی ہے۔

وان من شیءٍ الا عندنا خزائنہ (الحجر: ۲۱)

اور ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں۔

نہ ہی وہ تھک کر اپنے عہدہ الوہیت سے ریٹائرڈ ہو گیا ہے۔

ھُوَ الحیّ القیّوم لا تاخذُہٗ سِنَۃٌ ولا نوم (البقرہ ۲۵۵)

وہ جیتا جاگتا ہے سب کو تھامنے والا ہے اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

اور نہ ہی اس نے اپنے اختیارات کسی کو سونپ دیے ہیں۔ ساری مخلوق اس کی مملوک ہے۔ ایک مالک غلام پر لاکھ مہربان سہی لیکن اسے اپنی ملکیت اور جائداد میں حصہ دار بنانے پر کبھی تیار نہیں ہوتا۔ پھر خدا کے متعلق یہ بات کیوں روا رکھی جاتی ہے۔

ضَرَبَ لَکُمْ مَثَلاً مِنْ اَنْفُسِکُمْ هَلْ لَکُمْ مِنْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِنْ شُرَکَاءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَاءٌ۔

(الروم: ۲۸)

اللہ تعالٰے نے تمہیں تمہاری ہی مثال دی۔ ہم نے جو تمہیں دیا ہے کیا اس میں تمہارے لونڈی غلام برابر شریک ہو سکتے ہیں۔

انہوں نے واسطوں کا التزام کر کے درحقیقت خدا کے کمزور ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کی جرأت ایک مسلمان کو نہیں ہو سکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسیلہ

اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم گنہگاروں کی بات سُننا خدا تعالیٰ شایدؔ گوارا نہیں کرے گا۔ تو اس کی حیثیت دُوسری ہے۔ اس صورت میں کوئی حرج نہیں کسی صالح اور مستجاب الدعوات کی طرف رجوع کر لیا جائے لیکن وہ کم از کم زندہ تو ہو۔ صحابہ کرام رضؓ نبی علیہ السلام کی معرفت دُعا کرایا کرتے تھے۔ لیکن وفات شریف کے بعد کبھی آپ کی قبر پر دُعا کی درخواست لے کر نہیں گئے۔ حضرت انس رضؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب وفات پا گئے۔ تو دُعائے استسقاء کے لیے حضرت عمر رضؓ حضور صؐ کے چچا عباس رضؓ بن عبدالمطلب کو ساتھ لے جاتے اور کہتے :۔

اللّٰھُمَّ انا کنّا نتوسل الیک بنبیّنا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعمّ نبیّنا فاسقنا قال فیسقون (بخاری : ۱۳۷)

خدایا ہم اپنے نبی کو وسیلہ پکڑتے تھے تو تو ہم پر بارش کر دیا کرتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں تو ہم پر بارش برسا۔ انس رضؓ کہتے ہیں پس بارش ہو جاتی ۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضؓ میت اور غائب کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں رکھتے تھے۔ ورنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہیں تھے۔ انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ یا اللہ پہلے ہم تیرے نبی صؐ کے ساتھ وسیلہ پکڑتے تھے۔ اب ہم تیرے نبی صؐ کی روح کے ساتھ وسیلہ پکڑتے ہیں (البلاغ المبین صہ ۱۶)

علامہ آلوسی بغدادیؒ فرماتے ہیں :۔

کسی شخص سے درخواست کرنا اور اس کو اس معنی میں وسیلہ بنانا کہ وہ اس کے حق میں دُعا کرے اس کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ بشرطیکہ جس سے درخواست کی جائے وہ زندہ تو ہو.... لیکن اگر وہ مُردہ یا غائب ہو تو ایسے وسیلے کے ناجائز ہونے میں کسی عالم کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک نہیں ۔ مُردوں کا وسیلہ ان بدعات میں سے ایک ہے جس پر سلف میں سے کسی کا عمل نہیں تھا (تفسیر روح المعانی ج ۲ ص۲۹۷ طبع قدیم)

قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتیؒ فرماتے ہیں یہ جو جاہل کہا کرتے ہیں ۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئا للہ جائز نہیں ہے بلکہ یہ شرک اور کفر ہے (ارشاد الطالبین ص۱۸)

شاہ ولی اللہؒ نے بھی ایسا عقیدہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے ۔ (البلاغ المبین ص۱۱۵)

افسوس کہ احمد رضا خان صاحب بریلوی والے قرآن مجید کے محشی مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی ایاک نستعین کے تحت لکھتے ہیں ۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے ۔ عقیدہ باطلہ ہے ۔ کیونکہ مقربان حق کی امداد امداد الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں ۔

اور صد افسوس کہ اسی آیت کے تحت مولانا محمود الحسن صاحبؒ دیوبندی فرماتے ہیں اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے یہ دونوں تحریریں ایک جیسی ہیں اور قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے مسلک سے ہٹ کر ہیں ۔

کاش یہ دونوں قسم کے محققین ، اسباب کے تحت استعانت اور مافوق الاسباب استعانت کے درمیان فرق کر لیتے ۔

یاد رہے زندوں کو وسیلہ بنانے کا مسئلہ بھی فقط جواز کے بیے ۔ ہے ایسے کوئی لزوم یا ہمیشہ استحباب پر محمول نہ کر لے ۔ ورنہ ہماری دعائیں جو نماز و دیگر اوقات میں بلا وسیلہ خدا سے مانگی جاتی ہیں رائیگاں چلی جائیں ۔ اگر انھیں خدا سن سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو کیا ہماری مرادیں ہی اس کے لیے ناقابل فہم ہیں؟

ایک اور بات ذہن نشین کیجیے۔ صحابہؓ نے زندہ کو وسیلہ تو بنایا۔ لیکن اپنی دُعاؤں میں اُسے خطاب نہیں کیا۔ دُعا خدا ہی سے مانگی ہے۔ اس میں وسیلہ کی اگر حیثیت ہے تو صرف اتنی جتنی کہ نماز میں امام کی ہوتی ہے۔

یا جنیدؒ

اس کے برعکس چودھویں صدی کے "مجدد" جناب احمد رضا خاں صاحبؒ لکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ سید الطائفہ جنید بغدادیؒ رحمۃ اللہ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے۔ بعد کو ایک شخص آیا اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی۔ کوئی کشتی اس وقت موجود نہیں تھی۔ جب اُس نے حضرت کو جاتے دیکھا۔ عرض کیا میں کس طرح آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اُس نے بھی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا۔ شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اُس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید۔ جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات ہوئی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا اے نادان ابھی تو جنید تک پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس رکھتا ہے (ملفوظات ص ۱۰۵)

اندازہ فرمایئے ان کے نزدیک براہِ راست اللہ تعالےٰ کو مدد کے لیے پکارنے کا خیال دل میں آنا شیطان لعین کا وسوسہ ہے میرے بھائی اگر یہ بات ہے تو پھر نماز بھی نہیں پڑھنی چاہیے روزہ بھی نہیں رکھنا چاہیے حج بھی نہیں کرنا چاہیے۔ تسبیحات بھی نہیں کرنی چاہئیں۔ کیونکہ یہ سب عبادتیں براہِ راست اللہ تعالےٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں کسی ولی اور سید الطائفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا عمل دخل نہیں ہے۔

خدا کسی کا پابند نہیں

یاد رہے کہ پھر بھی ضروری نہیں کہ زندہ شخص خدا تعالےٰ کو کسی مجبوری یا دباؤ کے تحت لازماً منوا سکتا ہے۔

لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سبا: ۲۳)

اجازت ملے بغیر سفارش اس کے ہاں کام نہیں دیتی۔

یہ اس کی مرضی ہے مانے یا نہ مانے۔ جیسے وہ مناسب سمجھے۔

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (حج: ۱۸)

بے شک اللہ تعالےٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اس قادر مطلق کو کسی کی مرضی کا پابند نہیں بنایا جا سکتا۔ نوح علیہ السلام نے لخت جگر کی سفارش کی تو انھیں جھاڑ پلا دی۔

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (هود)

اس کے عمل ٹھیک نہیں، جس بابت تجھے علم نہیں مت پوچھ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ جاہل مت ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے حقیقی باپ آزر کے متعلق بخشش کی بہت کوشش کی۔ لیکن:۔

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ (توبہ: ۱۱۴)

جب انھیں ظاہر ہو گیا کہ یہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔

حضور علیہ السلام کی بے حد خواہش تھی کہ مشفق چچا ایمان لے آئے۔ لیکن آپ کی یہ حسرت پوری نہ ہو سکی۔ فرمایا:

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ (قصص: ۵۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت کا انحصار آپ کی چاہت پر نہیں، یہ تو بس اللہ دے بلکہ مشرکین کے لیے طلب استغفار تک کی اجازت نہ دی گئی ۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۔

(توبہ : ۱۱۳)

نبی اور مومنوں کے لیے سزاوار نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں ۔ اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب انھیں معلوم ہو جائے کہ یہ اہل جہنم ہیں ۔

اہل کفر کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہو چکی تھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے ۔

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ (توبہ : ۸۰)

آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا نہ مانگیں ستر بار بھی مانگیں تو خدا انھیں معاف نہیں کرے گا ۔

تاہم رحمۃ للعالمین ؐ نے اصرار کرکے عبداللہ بن ابی منافق کا جنازہ صرف اس وجہ سے پڑھ ڈالا شاید ستر بار سے زائد بخشش طلب کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے تو آپ کو ہمیشہ کے لیے روک دیا ۔

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ۔

(توبہ : ۸۴ ۔ بخاری رقم ۶۷۲)

ان میں سے کوئی مر جائے تو اس پر نماز نہ پڑھو اور اس کی قبر پر کھڑے ہونے کی بھی اجازت نہیں ۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ؐ کا انکار کیا اور فسق کی حالت میں مر گئے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دم توڑتے ہوئے بیٹے کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون۔ عن انسؓ۔ بخاری ص۱۷۴

آنسو بہہ رہے ہیں دل غمگین ہے ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کی رضا ہے اور اے ابراہیم ہمیں تیری جدائی کا صدمہ ہے

اور آپ بچہ کی زندگی میں ایک ساعت کا اضافہ بھی نہ فرما سکے۔ قدرت کے آگے کس کی پیش جاتی ہے۔

ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جن سے انسانی اختیارات کی بے بسی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ مقصد تحقیر نہیں بلکہ بیان احوال واقعی ہے۔ یہ سب حقائق قرآن وسنت میں مذکور ہیں۔ اگر ان میں مذمت و اہانت کا شائبہ بھی پایا جاتا تو یہ قرآن کی آیتیں یا پیغمبر کی احادیث نہ ہوتیں کچھ اور ہوتیں۔

جو مر گئے

جو لوگ فوت ہو گئے ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ وہ عالم ارواح یا عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ وہاں علی حسب مراتب مختلف قسم کی زندگیوں سے بہرہ مند ہیں۔

بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ (آلِ عمران: ۱۶۹)

شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں رزق دیے جاتے ہیں۔
اس دنیا کے جھمیلوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَّمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ (نحل: ۲۱)

یہ جن ماسوا اللہ کو پکارتے ہیں وہ بے جان اور زندگی سے محروم ہیں ہیں اور انھیں یہ پتہ نہیں کب اٹھائے جائیں گے۔

نیز فرمایا:۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (مومنون : ۱۰۰)

ان کے درمیان قیامت تک کے لیے پردہ حائل ہو گیا۔

ان کی روح الجھنوں سے آزاد ہو چکی ہے۔

من ظن ان المیت یتصرف دون اللہ واعتقد ذلک کفر۔

(بحر الرائق)

جو شخص یہ ظن اور اعتقاد رکھے کہ مرا ہوا شخص اللہ کے ورے تصرف کا اختیار رکھتا ہے تو کافر ہو گیا۔

اس اعتقاد کو علامہ شامی نے بھی کفر قرار دیا ہے (ردالمختار ج ۲ صا ۱۳)

اگر فوت شدہ ولیوں کو تصرف کا اختیار ہوتا اور وہ کسی کی مدد کے قابل ہوتے تو کم از کم وہ اپنے قبوں کی حفاظت تو کر سکتے۔ سعودی حکومت نے قبے گرائے بلکہ قبروں کو ہموار کیا۔ احتجاج کیا تو پاک و ہند کے زندہ مولویوں نے احتجاج کیا۔ اصحاب قبور نے تو جنبش تک نہ کی۔ جو بزرگ اپنے گھروں (قبوں) کی حفاظت نہ کر سکیں وہ کسی کا کیا گھر سنوار سکیں گے۔ کیا کوئی بزرگ جیتے جی کسی کو اپنا گھر گرانے کی اجازت دیتا ہے۔

والی نجد و حجاز سلطان عبد العزیز بن سعودؒ نے احتجاج کرنے والوں سے کتنی مسکت خوبصورت اور تاریخی بات کہی تھی کہ اگر دنیا کے محققین علماء اس کا فیصلہ کر دیں کہ دوبارہ ان مآثر کا تعمیر کرنا ضروری ہے تو میں سونے چاندی سے انہیں تعمیر کرانے کے لیے مستعد ہوں۔

تو میرے بھائی ہمیں مُردوں کے نہیں زندوں کے لیے گھر بنانے چاہئیں اور زندوں ہی سے واسطہ رکھنا چاہیے۔ مُردوں کو ہمارے مسائل سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ (بقرہ : ۱۴۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ گزر گئے ان کا کیا ان کے کام تمہارا کیا تمہارے کام۔

انھیں آواز دیں تو صدا بصحرا ہے وہ سُنتے ہی نہیں بھلا کریں گے کیا ؟ تبھی معاندین کفار کو اہل قبور سے تشبیہ دی گئی ہے۔

وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر : ۲۲)

اور تو نہیں سُنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔

مقتولین بدر

معرکۂ بدر میں کام آنے والے کفار کو حضورؐ نے اس طرح مخاطب کیا یا فلان بن فلان ۔ یا فلان بن فلان ۔ (الحدیث) حضرت عمرؓ نے کہا۔

تکلم من اجساد لاارواح لھا۔

آپ بے رُوح اجسام سے باتیں کرتے ہیں۔

تو فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم۔

بخدا تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہو۔

آگے قتادہ کا قول ذکر ہے :-

احیاھم اللہ حتیٰ اسمعھم قولہ توبیخًا و تصغیراً و نقمۃً و حسرۃً وندمًا (بخاری ص۵٦٦)

اللہ تعالےٰ نے انھیں زندہ کیا تاکہ انھیں حضورؐ کی بات سُنائے ڈانٹ، ذلت، عقوبت، حسرت اور ندامت کے لیے۔

یہاں سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مُردے سُن سکتے ہیں ۔ اعتراض کا جواب ذیل میں آگیا ہے تاہم سمجھ نہیں آتی حضورؐ کی زندگی میں جو وقتی معجزات ظاہر ہوئے ہم انھیں اپنے لیے کیوں مثال بنا لیتے ہیں ۔ مُردوں کو سُنانا تو ایک طرف رہا آپ نے تو بعض اوقات پتھروں اور درختوں کے ساتھ بھی تکلم کیا ہے ۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں یہ بھی ہماری سُنتے ہیں ۔ قرآن کی آیت وما انت بمسمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من فی القبور کی محکمیت کے پیشِ نظر حضرت عائشہؓ نے اس سماع کو علم سابق پر محمول فرمایا ہے یعنی انھیں اب یاد ہے کہ میں ٹھیک کہتا تھا (بخاری)

معراج میں انبیاء سے ملاقات

معراج بھی دلیل نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جو عالم بالا کی سیر کرائی تھی وہ اتنا عظیم واقعہ ہے کہ کوئی اس کی گرد کو بھی نہیں پا سکتا۔ خدا تعالیٰ نے خصوصی طور پر کسی کو نوازنا چاہے تو اسے کون روک سکتا ہے

لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا (بنی اسرائیل)

تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھلائیں۔

یقیناً حضور علیہ السلام نے جسم خاکی کے ساتھ برزخی ارواح سے ملاقات کی۔ لیکن یہ ایک معجزہ تھا۔ اور معجزہ اسے کہتے ہیں جسے نبی کے علاوہ کوئی اور ظاہر نہ کر سکے۔ اس ملاقات کی صحیح کیفیت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ویسے ایک واضح فرق بھی ہے۔ وہ یہ کہ حضورؐ کو اس ملاقات کا پورا پورا احساس ہوا۔ وہ لوگ جو دعوے کرتے ہیں کہ وفات شدگان کی رُوحیں ان سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیا کبھی اُنھوں نے ان کو جاتا پہچانا اور باتیں کیں۔ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے تو یقیناً جھوٹ بولتا ہے۔

إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ (یونس: ۲۹)

ہم تمہاری عبادت سے بے خبر تھے۔

اگر کسی کو وہم ہو جائے یا مالیخولیا ہو جائے۔ یا شیطان کوئی روپ دھار کر آ جائے تو مجھے اس سے بحث نہیں۔

لطائف

مثلاً کہتے ہیں حضرت شاہ گدا مروہی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر تجہیز و تکفین کے بعد صحن مسجد میں نماز کے واسطے جہاں آپ اپنی حیات میں تشریف رکھا کرتے تھے جنازہ رکھا گیا بعد نماز عشاء ہر چند لوگوں نے کوشش کی مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں سے جنازہ نہ اُٹھا۔ لوگوں نے آپ کی بیوی صاحبہ کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر نہیں اُٹھتے تو میں خود آتی ہوں جس وقت جنازہ پر یہ الفاظ سُنا کر کہے گئے جنازہ فوراً اُٹھ گیا (شجرۃ الانبیاء ص۵۸)

اس سے دو باتیں مزید ثابت ہوئیں ایک یہ کہ ان کے تسلیم شدہ بزرگ میت سمیت مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے۔ دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت شاہ گدا اپنی بیوی صاحبہ سے بہت ڈرتے تھے۔ اور مرنے کے بعد بھی یہ ڈر ان کے دل سے نہیں نکلا تھا۔ اور سُنیے حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی نے اپنی موت کے بعد وعدہ کے مطابق ایک قاضی صاحب کا جنازہ پڑھایا۔ آپ گھوڑا دوڑاتے ہوئے تشریف لائے تھے (مناقب المحبوبین ص۱۱۲) حضرت مخدوم علاء الدین صابر کلیری خود اپنا جنازہ پڑھانے کے لیے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور حضرت حمید الدین ناگوری کو علیحدگی میں بتلایا کہ وہ مقام فنا ہے اور یہ مقام بقا ہے۔ (تذکرۃ اولیائے چشت ص۹۸)

اسی طرح حضرت خواجہ باقی باللہ نے بھی پہلے ہی بتلا دیا تھا کہ میرا جنازہ ایک گھوڑے سوار آکر پڑھائے گا۔ چنانچہ وہ بھی خود ہی تھے (فنا فی اللہ یعنی احوال اولیاء اللہ ص۱۳۱)

قوت سماعت

یہ معاملہ سُننے سے بہت آگے نکل گیا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے بقید حیات آدمی کچھ فاصلہ پر ہو یا پاس کھڑا انسان بہرا ہو تو سن بھی نہیں سکتا۔ کیا وہ شخص جس کی رُوح دُوسرے جہان میں پہنچ چکی اور جس کا وجود رُوح نکل جانے کے باعث بے کار محض ہو چکا ہو اور جملہ حواس ہی کام نہ دیتے ہوں۔ وہ نہ صرف سُننے لگے بلکہ گھوڑے سواری بھی کرتا پھرے۔ خدا کی زمین اولیاء سے خالی نہیں ہو گئی۔ کوئی زندہ بزرگ لے لیجیے جس کی ولایت پر آپ کو بہت زیادہ اعتماد ہو اور آزمائش کر دیکھیے۔ کہ کہاں تک اس کی قوت سماعت کام دیتی ہے۔ پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بات کہنا جیتے جی مر جانے کے مترادف ہے کہ مرنے کے بعد وہ بزرگ نہ صرف ہر جگہ سمیع دبصیر بلکہ ہر جگہ موجود بھی ہو جاتے ۔ گویا وہ نہ مرا اپنی عقل مر گئی ۔

میت کے سُننے کی کچھ استثنائی صورتیں دلیل میں پیش کی جاتی ہیں مثلاً جنازہ اُٹھائیں تو اچھی میت کہتی ہے مجھے جلد لے چلو ۔ بُری میت کہتی ہے افسوس کہاں لیے جا رہے ہو (بخاری)

اہل جنازہ جب دفنا کر واپس ہوتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آواز سُنتی ہے ۔ (ایضاً)

نبی علیہ السلام نے مقتولین بدر کے متعلق حضرت عمرؓ سے کہا ۔ تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہو (ایضاً)

واللہ اعلم اس سماع کی نوعیت کیا ہے ۔ تاہم یہ چیزیں محض ان کی بے چارگی کسمپرسی اور حسرت انگیزی پر دلالت کرتی ہیں ۔ کارسازی پر نہیں ۔ کہیں بھی یہ ثابت نہیں کہ کبھی کوئی کسی میت سے اعانت کا طالب ہوا ہو ۔ یہ عقل کا دیوالیہ نہیں تو کیا ہے ۔ کہ ایک طرف تو یہ لوگ اولیاء کو جگہ جگہ پکارتے پھرتے ہیں ۔ پھر ان کی ڈھیریوں پر بھی حاضری دینے پہنچ جاتے ہیں ۔ آخر ان کے نزدیک وہ کہاں ہیں قبروں میں ہیں یا پوری کائنات میں چھا گئے ہیں ۔ کہیں انہوں نے انہیں خدا کے ساتھ تشبیہ تو نہیں دے دی ۔ جو عرش پر مستوی ہونے کے ساتھ ساتھ ہر جگہ حاضر و ناظر بھی ہے ۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے :-

من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر ۔

جو کہے بزرگوں کی رُوحیں حاضر و ناظر ہیں وہ کافر ہے ۔

امام ابو حنیفہؒ نے ایک شخص کو دیکھا جو قبروں سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا اے اہل قبور میں مہینوں سے تمہارے پاس آ رہا ہوں اور صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے لیے دُعا کرو ۔ کیا تمہیں کچھ پتہ بھی چلا ، یا مطلق بے خبری کا عالم ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحبؒ نے فرمایا۔ کیا تمہیں جواب ملا۔ بولا۔ نہیں۔ تو فرمانے لگے:۔
تجھ پر افسوس ہے تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو ان جسموں سے
باتیں کرتا ہے جو جواب نہیں دے سکتے۔ جو کسی چیز کے مالک
نہیں۔ اور جو کوئی آواز ہی نہیں سنتے:۔

اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وما انت بمسمع (الآیہ) اور تو نہیں سنا سکتا
ان کو جو قبروں میں ہیں۔ (غرائب فی تحقیق المذاہب)

ارشاد ربانی ہے:۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ (الاحقاف)

اور کون زیادہ گمراہ ہے اس شخص سے جو اللہ کے سوا ان لوگوں کو
پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دیں گے اور وہ ان کی
پکار سے بے خبر ہیں۔

یہ قبے

گستاخی معاف ان قبروں کے بیچ میں کچھ نہیں ہے۔ ان کا احترام ضرور کیجئے۔
ان کا احترام آدمیت کا احترام ہے۔ لیکن ان کا ہوا دل سے نکال دیجئے۔ ان
سے کسی نفع و نقصان کی توقع عبث ہے۔ یہ مہیب قبے ہماری جان کے لیے وبال اور
ایمان کے لیے خطرہ بن گئے ہیں۔ سچ ہے اگر فرمان مصطفویؐ کے مطابق قبریں
سادہ ہوتیں تو شرک کی طرف رجحان شاید اتنا شدید نہ ہوتا۔ بروایت جابرؓ
مروی ہے:۔

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ (مسلم ص ۳۱۲)

نبی علیہ السلام نے قبر کو پختہ بنانے اس پر عمارت کھڑی کرنے اور
اس پر بیٹھنے (یعنی مجاوری کرنے) سے منع فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت علیؓ کو حکم دیا:۔

لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبراً مشرفاً الا سویته۔ (مسلم ص ۳۱۲)

ہر بُت کو مٹا دو اور ہر اُونچی قبر کو برابر کر دو۔

ایک روایت میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں اپنے گھر میں داخل ہوتی جس میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ مدفون تھے۔ اس حال میں کہ میں اپنی چادر اُتار کر رکھ دیتی۔ میں کہتی یہ میرے خاوند اور باپ ہی تو ہیں۔ جب عمرؓ دفن ہوئے تو واللہ اس کے بعد میں ان سے حیا کرتے ہوئے کبھی بغیر پردہ کے داخل نہیں ہوئی۔ (احمد)

اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مُردے بھی دیکھا کرتے ہیں تبھی حضرت عائشہؓ نے ان سے پردہ فرمایا۔

لیکن گزارش ہے

۱۔ کتاب وسنت میں ایسا کوئی حکم نہیں یہ حضرت عائشہؓ کا اپنا فعل تھا۔ جو انتہائی شرم وحیا اور احترام کی دلیل ہے۔

۲۔ پردہ کے لیے ضروری نہیں کہ مرد ہی دیکھے عورت اپنے خیال کے تحت بھی پردہ کر سکتی ہے۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام نے اپنی بیویوں کو نابینا صحابی ابن ام مکتوم سے پردہ کا حکم دیا۔ (عن ام سلمہؓ۔ ابوداؤد۔ کتاب اللباس)

۳۔ حضرت عائشہؓ کے طرز عمل سے قبر پرستی کی حمایت میں ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ اس کی جڑ اُکھڑتی ہے۔ مائی صاحبہ تو اچھی طرح تن ڈھانپے بغیر اپنے ہی حجرہ میں ان قبروں کے پاس نہیں جاتیں جہاں ان کے شوہرؓ اور باپؓ کے ساتھ ایک ایسا شخص سویا پڑا ہے جو اوّل الذکر کا عظیم ساتھی اور موخر الذکر کا بہترین دوست تھا۔ لیکن ہماری قبر پرست بہنیں بالکل اجنبی خانقاہوں میں جا کر قبروں کے ساتھ وہ حیا سوز سلوک اور اخلاق سوز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظاہرہ کرتی ہیں کہ الامان والحفیظ ۔ بلکہ ہٹے کٹے زندہ پیروں کی صحبتوں میں بیٹھنے کو بھی معیوب نہیں جانتیں ۔ انھیں ام المومنین کے واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے ۔

بُت پرستی اور قبر پرستی

بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ اسلام نے بُت پرستی سے رد کا ہے نہ کہ قبر پرستی یا پیر پرستی وغیرہ سے ۔ یہ ایک بے دلیل تک ہے ۔ خدا نے جن شرکا کی تردید فرمائی ہے وہ اصنام ہی نہیں اوثان بھی ہیں ۔

فاجتنبوا الرجس من الاوثان ۔ (الحج : ۳۰)

تھالوں کی ناپاکی سے بچو ۔

اوثان کا اطلاق بتوں کے علاوہ باقی معبودوں پر بھی ہوتا ہے ۔ مشرکین جن کو پکارتے تھے قیامت کے دن وہ اپنی صفائی میں کہیں گے ۔

مَا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ (یونس : ۲۸)

تم ہماری عبادت نہیں کیا کرتے تھے ۔

کیا یہ بُت بولیں گے ؟ نہیں ۔ یہ اولیاء اور انبیاء کا بیان ہوگا ۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے بھی کہا جائے گا ۔

ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ (المائدہ : ۱۱۶)

کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا مجھے اور میری ماں کو اللہ کے ورے معبود بنا لو ۔

سورہ اعراف میں ہے :۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (۱۹۴)

تم جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو تم جیسے بندے ہی تو ہیں ۔

ظاہر ہے کہ عباد سے مراد پتھر کے بے جان بُت نہیں ۔

شرک شرک ہے خواہ بتوں کے ذریعے کیا جائے یا نبیوں اور ولیوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے۔ کفار مکہ کی بت پرستی ضرب المثل ہے وہ بھی انہیں اس حیثیت سے نہیں مانتے تھے کہ یہ پتھر یا مٹی کی مورتیاں ہیں بلکہ وہ بندگانِ صالح مثلاً لات و منات وغیرہ کی رُوحوں کو اُن میں حلول کیا ہوا مانتے تھے۔ ع

ہے عشق سے بتوں کے میرا مدعا کچھ اور

سچ پوچھیے تو بعینہٖ یہی کیفیت ان قبروں کی بنا دی گئی ہے۔ بے چارے سمجھتے ہیں کہ بزرگ ان میں سما کر مالک ہر شئے ہو گئے ہیں۔ بُت اور قبر میں سر مُو فرق باقی نہیں رہ گیا۔ مناسب ہے بھائیوں کی غلط فہمی دُور کرنے کو مختصراً قبر کی حقیقت عرض کر دی جائے۔

قبر کی حقیقت

کسی قبر کا کھودنا مستحسن تو نہیں۔ لیکن شرک جیسے بدترین دھوکا کی قلعی کھولنے کی ضرورت سے شاید اس میں خاص حرج نہ ہو۔ آپ کوئی قبر اُکھاڑ کر دیکھ لیں۔ اوّل تو کچھ بھی دستیاب نہ ہوگا۔ کچھ ہوا بھی تو ایک بے جان لاش یا گلا سڑا ڈھانچہ دیکھنے والے کو یہ دیکھ کر یقیناً مایوسی ہو گی کہ جس پر اتنا کچھ ہوتا تھا وہ تو کچھ بھی نہ نکلا۔ اس وجود کی اگر کچھ اہمیت ہے تو صرف اس لحاظ سے کہ کبھی یہ انسان کا وجود رہا ہے۔ ع

یہی کبھی کسی کا سرِ پُر غرور تھا

ورنہ یہ ہمارے کام کی کوئی چیز نہیں۔

قبروں کی زیارت اگر مسنون ہے تو صرف اس لیے کہ آدمی اہل قبور کے حق میں دُعائے خیر کرے۔ اور قبرستان دیکھ کر موت یاد آئے۔ فرمایا:۔

زوروا القبور فانھا تذکر الموت (مسلم، عن ابی ہریرہ ص۳۱۴)

قبروں کی زیارت کرو۔ اس سے موت یاد آتی ہے۔

لیکن ہمارے زائرین کو مُردوں میں زندگی بلکہ خدائی کے جلوے نظر آتے ہیں۔ عجیب اُلٹی منطق ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات سے اشارتاً معلوم ہوتا ہے کہ رُوح کا تعلق اپنے وجود سے کم از کم اتنا ضرور ہوتا ہے جس سے اس کو ثواب یا عذاب کا ادراک ہو سکے۔ لیکن یہ کہنا کہ وہ بعینہٖ یہی وجود ہوتا ہے کچھ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اگر ایسا ہوتا ہو تو پھر وجود گلنے سڑنے کے کیا معنیٰ۔ ایک ضعیف روایت کے مطابق انبیائے کرام کے اجسام محفوظ رہتے ہیں۔ باقی سب کا جسم عموماً کچھ دیر بعد خاک ہو جاتا ہے۔ جو انسان درندوں یا مچھلیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ سوائے لید کے کیا رہ جاتے ہوں گے۔ کئی قومیں مُردوں کو دفناتی ہی نہیں بلکہ جلا کر خاکستر کر دیتی ہیں۔ کیا خیال ہے اس وجود کے تبدیل ہو جانے سے انسان ثواب یا عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں نے اس وجود کو بے پناہ اہمیت دے رکھی ہے۔ ان کا تو یہی مذہب ہونا چاہیے۔

دراصل یہ سب رُوحانی سلسلہ ہے ہو سکتا ہے رُوح کا کچھ نہ کچھ تعلق خاکی وجود سے ہو اور وہ وجود خواہ کسی شکل اور کسی مقام پر ہو قبر کا احساس ہر جگہ اور ہر حالت میں ہو سکتا ہے۔ عین ممکن ہے ایک لاش پانی میں تیر رہی ہو۔ لیکن اسے آگ کا عذاب ہو رہا ہو اور مومن کے لیے آگ گلزار بن جائے۔ شہداء کی زخمی لاشیں زیر زمین دفن ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی رُوحیں گلستانِ برزخ میں حسین پرندے بن کر اڑتی پھرتی ہیں۔ دجال کی جنت اور دوزخ میں بھی برعکس تاثیر پائی جائے گی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر کے محل کی بجائے قید خانہ میں اپنی بہتری نظر آئی۔

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ (یوسف: ۳۳)

اے میرے مالک! جس طرف مجھے یہ بلاتی ہے اس سے جیل مجھے زیادہ محبوب ہے۔

ہمارا سبق

خیر کچھ شکل بھی ہو بہرحال رُوح کا اپنے وجود کے ساتھ تعلق ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا ہمارے ساتھ نہیں ہوتا جو ان سے استعانت کرنے لگیں۔ ہم نے تو یہی سبق پڑھا ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن۔ (فاتحہ)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

مراد ہر ایک کی پوری ہوتی ہے

ہمارے بھائیوں کے ذہن میں بات آئے یا نہ آئے انہیں تو صرف اس بات سے مطلب ہے کہ قبروں پر حاضری دینے سے مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اگر اتنی دلیل کافی ہو تو پھر مرادیں تو بت پرستوں کی بھی پوری ہوتی ہیں اور ہماری بھی پوری ہو جاتی ہیں جن کی پیشانی بجز خدائی چوکھٹ کے کسی کے آگے جھکنا سیکھی ہی نہیں۔

اسپیشلسٹ

لطف یہ ہے کہ انہوں نے حکیموں اور ڈاکٹروں کی طرح خانقاہوں کو بھی اسپیشلسٹ بنا رکھا ہے کہ اس جگہ فلاں مرض کا علاج ہوتا ہے اور وہاں پر فلاں فلاں مراد پوری ہوتی ہے۔

ہرجائی

اور ہرجائی اتنے کہ ایک جگہ مراد پوری ہوتی نظر نہ آئے تو دوسرے تیسرے مزاروں پر ذلیل ہونے پہنچ جاتے ہیں۔

کفار مکہ اور مشرکین

پہلے زمانے کے کفار جب کہیں طغیانی میں گھر جاتے تو انھیں اپنے معبود سب بھول جاتے۔ اور صرف خدا یاد رہ جاتا۔

وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (یونس : ۲۲)

اور آئی ان کے پاس لہر ہر طرف سے اور وہ سمجھے اب انھیں گھیر لیا گیا تو اللہ کو خالص اسی کی بندگی کرتے ہوئے پکارنے لگے۔

لیکن ان کا سفینہ جب ڈوبنے لگتا ہے تو ربِ عرشِ عظیم کی بجائے ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکار غیروں کا رُخ کرتی ہے ۔ یا معین الدین اجمیری کشتی پار کر میری ۔ بہاء الحق بیڑا دھک ۔ یعنی یہ شرک پر اُن کی نسبت زیادہ پختہ عقیدہ کے مالک ہیں ۔

خدا ہی رازق ہے

مسلمان کا عقیدہ ہے کہ خدا کے سوا کوئی نہیں دے سکتا ۔ سب کو وہی دیتا ہے ۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (ہود)

ہر ایک کا رزق اللہ کے پاس ہے ۔

وہ کوئی چیز نہ دینا چاہے تو سارے جہان کے اولیاء مل کر بھی اسے اپنی مرضی سے نہیں ہٹا سکتے ۔

ضعف الطالب والمطلوب (الحج : ۷۳)

چاہنے والا اور چاہا گیا دونوں کمزور ہیں ۔

لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت (عن مغیرہ بن شعبہ بخاری صـ۱۷ ۔ مسلم صـ۲۱۸)

خدا جسے تو دے اسے کوئی روک نہیں، اور جسے تو روک دے، اُسے کوئی دے نہیں سکتا ۔

یہ بھی قدرت ہے

اس کی صفت صرف یہی نہیں کہ دے، یہ بھی ہے کہ نہ دے ۔ اس کا نہ دینا عجز اور کمزوری کی بنا پر نہیں بلکہ یہ بھی اظہار قدرت کی ایک لطیف صورت ہے ۔

ویجعل من یشاء عقیما ۔ (شوریٰ : ۵۰)

اور جسے چاہے بانجھ کر دے ۔

بلند نظری

یہ خدا کی مہربانی ہے وہ اہل شرک کو بھی دے دیتا ہے عین اس وقت جب کہ وہ غیر کو پوج رہے ہوتے ہیں ۔ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہیں سے ملا ہے اللہ کی رحمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے آزمائش بن گئی۔

غیرت

باپ بیٹے کو غیر سے مانگتا دیکھے تو اسے غیرت آتی ہے لیکن افسوس ہم نے خدا کو اتنا غیور بھی نہ سمجھا۔ آہ کتنا ظلم ہے۔

یارسول اللہ

قاضی الحاجات وہی ہے لیکن یہ حضرت غیر اللہ کو پکارے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ایک نہیں کئی ایک کو پکارتے ہیں۔ سب سے بڑی ہتک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ ان کا نام کا نعرہ تو ان کا جزو ایمان ہے۔ نعرۂ رسالت یارسول اللہ۔ پھر اس کے بعد، ایک نعرہ حیدری یا علی۔ نعرہ غوثیہ، یا غوث اعظم علیٰ ہذا القیاس۔ ذرا عقل کی پرواز ملاحظہ ہو۔ نعرۂ تکبیر کے جواب میں اللہ اکبر۔ اور نعرہ رسالت و دیگر نعروں کے جواب میں یارسول اللہ یا فلاں اور یا فلاں۔ گویا یہ لوگ غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ حاضر و ناظر اور مددگار سمجھتے ہیں اللہ اکبر کی طرح محمد رسول اللہ وغیرہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

حضورؐ کے نام سے عداوت۔ خدا کرے کسی دشمن کو بھی نہ ہو۔ لیکن ان عاشقوں کی ٹیڑھی محبت سے ہمیں ضرور گلہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (انعام: ۵۹)

غیب کی چابیاں اسی کے پاس ہیں خدا کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ غیب نہ جاننے کی وجہ تھی کہ حضورؐ نے ستر قاری اہل صفہ میں سے بدنیت کفار کے ساتھ کر دیے جنہیں لے جا کر انہوں نے بئر معونہ کے مقام پر بے دردی سے ذبح کر ڈالا۔ اور آپ انھیں بچا نہ سکے۔ بلکہ پتہ بھی نہ چلا۔ بعد میں بذریعہ وحی اطلاع ملی۔ تو یہ سنگین واقعات معلوم ہوئے اور شدید رنج پہنچا۔ اب وفات کے بعد اس قسم کی صفات حضورؐ کی ذات پاک پر چسپاں کرنا کہاں کی عقیدتمندی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں :-

من یعتقد ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب فھو کافر لان علم الغیب صفۃ من صفات اللہ تعالیٰ سبحانہ (بحوالہ مراۃ الحقیقت صفحہ ۱۸ مطبوعہ مصر)

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علیہ السلام غیب جانتے ہیں وہ کافر ہے کیونکہ علم غیب اللہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

مُلّا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں جاننا چاہیے کہ انبیائے کرام صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ انہیں کسی وقت بتلا دے۔ حنفیہ نے تصریح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھنا کُفر ہے۔ کیونکہ یہ قرآن مجید کی اس آیت کے برخلاف ہے۔

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (النمل ۵)

کہہ دو کہ اللہ کے سوا غیب کو زمین و آسمان میں کوئی نہیں جانتا۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۲)

نیز فتاویٰ قاضی خان میں بھی لکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا کُفر ہے۔

(بحوالہ حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ صفحہ ۳۳۴)

گنجائش نہیں ورنہ مسئلہ حاضر و ناظر تفصیل سے زیر بحث لایا جاتا۔

ہمیں لفظ "یا" سے کد نہیں۔ صحابہ کی زبان میں یارسول اللہ کہتے نہ تھکتی تھیں۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے "یا" کا تعلق حاضر سے ہے۔ حضور زندگی میں ہر جگہ حاضر نہ پائے گئے۔ اب کیونکر ہونے لگے۔ مدد کا مسئلہ تو بعد کی چیز ہے۔ نہ جانے انہیں بیٹھے بیٹھے کیا سوجھتی ہے، یکایک جوش آجاتا ہے اور آپ ہی آپ یارسول اللہ کا شور مچانے لگتے ہیں۔ کیسا بھدا مذاق اور گستاخی ہے۔ اگر یہ حضورؐ کو اپنے پاس موجود سمجھتے ہیں تو آپ کی موجودگی میں تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُونچا بولنا ہی قرآن کی رُو سے سخت بے ادبی ہے۔

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (حجرات ۲:)

نبی کی آواز سے اپنی آواز مت اُونچی کرو۔

اب تو یا رسول اللہ کے نام سے لاؤڈ سپیکروں پر کانفرنسیں بھی منعقد ہونے لگی ہیں۔

سوئے ادبی

خاص ضرورت کے بغیر بڑے آدمی کا نام لینا سوء ادبی میں شامل ہوتا ہے صحابہ نے حضور پاکؐ کو کبھی یا محمدؐ نہیں کہا خود قرآن نے اس نوع کے خطاب سے پرہیز کیا ہے۔ لیکن اب جگہ جگہ حرفِ ندا کے ساتھ اس نام کی لکھی ہوئی دیواریں پلیٹیں، کتبے، اسٹکرز اور بورڈ وغیرہ آویزاں ملتے ہیں۔

نام میں تبدیلی

انہوں نے حرفِ ندا کو اسم محمدؐ کا لازمی جزو بنا دیا ہے۔ حالانکہ جناب عبدالمطلب نے اپنے پوتے کا نام محمدؐ رکھا تھا۔ یا محمدؐ نہیں رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالٰے نے بھی قرآن پاک میں لفظ محمدؐ سے ہی یاد فرمایا ہے۔ (محمدؐ - ۲ - الفتح - ۲۹)

کلمہ میں اضافہ

نبی علیہ السلام کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن یہ لوگ اتنا کلمہ ناکافی سمجھتے ہیں جب تک ایک شخص حضورؐ کو حاضر و ناظر، عالم الغیب، مختار کل، نور من اللہ اور نہ جانے کیا کیا نہ فرض کرلے۔ یہ اسے مسلمان ہی نہیں سمجھتے یعنی انہوں نے عقائد کی دُنیا میں اچھا خاصا اضافہ کر لیا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ کلمہ میں ایک ہولناک ترمیم بھی کر لی ہے۔ یہ حضورؐ کو عبد کہتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُنھوں نے حضورؐ کو اس طرح خدا میں ضم کرنے کی مجرمانہ کوشش کی ہے کہ اب آپؐ ان کے نزدیک من دون اللہ ہی نہیں رہے: تاکہ کوئی یہ اعتراض ہی نہ کر سکے حضورؐ خدا کے سوا ہیں - انھیں نہ پکارا کرو - یعنی حضور عین خدا ہو گئے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری!

لو بحث ہی ختم ہو گئی - العیاذ باللہ -

یہ اشعار ملاحظہ فرمائیے

؎ شریعت کا ڈر ہے نہیں صاف کہہ دوں
حبیبؐ خدا خود خدا بن کے آیا

؎ ہمارا نبی تو بشر ہی نہیں خدا ہے تجھے کیا خبر ہی نہیں
مقام اس نبی کا عرش بریں ہے خدا نہ کہے جو وہ کافر لعیں ہے

؎ کیا فرق ہے عزیز و حضرت میں اور خدا میں
وہ بھی الٰہ ہے یارو یہ بھی الٰہ ہے یارو!

بلکہ

چا چڑ دانگ مدینہ دے کوٹ مٹھن بیت اللہ
ظاہر دے وچ پیر فریدن باطن دے وچ اللہ

پیرو کار

اب بھی ان کے پیرو کار آنکھوں پر پٹی باندھے رکھیں - تو بڑا ہی افسوس ہے - پیشتر اس سے کہ قیامت کے دن پچھتانا پڑے -

رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ -

(اعراف: ۳۸)

پروردگار! اُنھوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا انھیں ڈبل عذاب کر -

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ان حضرات نے آپ کی بے حد غلط راہنمائی کی ہے۔ یہ اپنے چاہنے والوں کو کفر کے انتہائی خطرناک مقام پر لے آئے ہیں۔ خدارا آپ ہی ان مفاد پرستوں کا پیچھا چھوڑ دیں۔ ورنہ وہ تو اپنی ہٹ سے باز نہیں آنے کے۔

تعریف میں مبالغہ آمیزی

حدیث شریف میں ہے:۔

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ (عن عمرؓ بخاری ص۴۹)

جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰؑ کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا۔ تم میری تعریف میں غلو مت کرنا۔ میں اس کا بندہ ہوں۔ تم مجھے اس کا بندہ اور رسول کہو۔

حضورؐ کے "دشمن"

جب ہم اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو ہمیں حضور کا دشمن کہہ کر اپنے مریدوں کی تسلی کر دیتے ہیں اور اپنے تئیں سمجھ لیتے ہیں کہ جواب ہو گیا۔ حالانکہ انھیں معلوم ہونا چاہیے۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں قرآنی آیات اور حضورؐ کے فرامین ہی کا مبارک سرمایہ ہیں۔ شریعت ہمارے گھر کی نہیں۔ جو خود مسئلے ایجاد کریں ان پر اسلام کا لیبل لگائیں۔ اور مخالفوں پر فتوؤں کی توپ چلائیں۔

وَیَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ (آل عمران)

اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ نہیں ہے وہ اللہ کی طرف سے۔

ہمیں غیر مقلدیت کا طعنہ ہی اس لیے دیا جاتا ہے کہ ہم حضورؐ کے سوا کسی انسان کی بات کو بالاستقلال حجت نہیں مانتے۔ اور ہم نے سارے جہان سے صرف حبِ نبویؐ کی خاطر لڑائی مول لے رکھی ہے۔ یعنی حضورؐ کی محبت ہی ہمارا جرم ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ گئی ہے۔

محبت کا مظہر عمل ہے

ہمارے یہ بھائی حضورؐ سے خالی محبت ہی کو سب کچھ خیال کر بیٹھے آپؐ کا نام سن کر انگوٹھے چومے، جوش یا ضد میں آکر زور سے یا رسول اللہ کا نعرہ لگایا اور نعتیں گا لیں تو یہ محبت ہو گئی۔ عمل کریں ان کے دشمن۔ قرآن پاک میں ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

(آل عمران: ۳۱)

کہہ دیجئے اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو تو خدا بھی تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

یعنی اللہ سے محبت کرنے اور اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے وسیلہ حضور علیہ السلام کی پیروی ہے۔ تو کیا حضورؐ کی اپنی محبت حاصل کرنے کے لیے خالی نعروں سے ٹرخا دیا جائے گا۔ حضورؐ تو تشریف ہی اس لیے لائے تھے کہ آپ کی پیروی ہو۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (النساء: ۶۴)

ہم نے ہر پیغمبر اطاعت کیے جانے کے لیے بھیجا ہے اللہ کے حکم سے۔

لیکن ہمارے بھائیوں کو محبت ہی سے فرصت نہیں ملتی عمل بے چارے کس وقت کریں۔

تعظیمی سجدہ

انہوں نے غیر اللہ کی محبت و تعظیم میں اتنی زیادتی اور مبالغہ سے کام لیا ہے کہ خدا تعالٰے بھی نظر انداز ہو گیا ہے۔

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (بقرہ: ۱۶۵)

یہ ان سے اتنی محبت کرتے ہیں جتنی اللہ سے کرنی چاہیے۔ لیکن مومنوں کے دل میں اللہ ہی کی محبت شدید ہوتی ہے۔

ما سوا اللہ سے وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جو خاص خدا ہی کا حق ہے بلکہ شاید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی کہیں زیادہ۔ سجدہ معمولی بات نہیں ہے۔ اور بڑے بھولپن سے کہہ دیا جاتا ہے۔ ہم عبادت تھوڑا ہی کرتے ہیں۔ ہم تو تعظیم بجا لاتے ہیں۔

حالانکہ شاید انھیں معلوم نہیں کہ کثرت تعظیم ہی عبادت ہو جاتی ہے عبادت مقصود نہ ہو تو بھی نصوص صریحہ دال ہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں۔ فرمایا:۔

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (حٰمٓ السجدہ : ۳۷)

سورج اور چاند کو نہیں اس اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے ان کو پیدا فرمایا۔ اگر تم نے خاص اسی کی عبادت کرنا ہے۔

قیس بن سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ حیرہ شہر کے لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں اور آپ زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے تو فرمایا:

ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له قلت لا قال فلا تفعلوا لو کنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق (ابوداؤد۔ کتاب النکاح)

اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرو تو کیا اسے سجدہ کرو گے میں نے کہا نہیں۔ تو فرمایا کرنا بھی نہیں۔

اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو کہتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر خاوندوں کا حق رکھا ہے۔

سابقہ شریعتوں میں اگر کہیں غیر اللہ کو سجدہ کا ذکر ملتا ہے تو وہ کئی اور مسائل کی طرح شریعت مصطفوی ؐ سے منسوخ ہو چکا ہے۔ براہ مہربانی گڈمڈ کی کوشش نہ کیجیے۔ تعظیمی سجدہ شرک نہ بھی ہو تو بھی اس کے حرام ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔ اس پر سب آئمہ کا اتفاق ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کی سب سے معتبر کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب میں جائز نہیں کہ کوئی کسی کو کسی طرح کا سجدہ بھی کرے۔ جو ایسا کرے وہ کافر ہے۔ (بحوالہ قبر پرستی از جناب حافظ صلاح الدین یوسف ص۱۳۲)

اور دُرِّ مختار میں لکھا ہے علماء اور بزرگوں کے سامنے زمین پر بوسہ دینا حرام ہے۔ اس پر عمل کرنے والا اور اس کو پسند کرنے والا دونوں کافر ہیں۔ کیونکہ یہ عمل بُت پرستی کے مشابہ ہے (ص۶۹ بحوالہ قبر پرستی از جناب حافظ صلاح الدین یوسف ص۲)

عبادت سجدہ کے علاوہ بھی ہے

اس حرمت کے پیش نظر کچھ دوست سجدہ کو واقعی نامناسب سمجھتے ہیں۔ باقی قیام رکوع قعود دُعا وغیرہ جو بھی ہوتا ہے ان کی نظر میں ٹھیک ہے۔ یہ بھی غلطی ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں صرف سجدہ نہیں کیا جاتا اور بھی حالتیں ہوتی ہیں۔ کیا انھیں عبادت سے خارج کر دیجیے گا۔ یہ خشوع و خضوع یہ نیازمندی اور یہ سوالیہ نگاہیں کسی بھی حالت میں ہوں عبادت نہیں تو کیا ہیں؟ صرف کہنے کا فرق ہی ہے۔

خیرات یا رشوت

بعض لوگ اس لیے بھی قبروں کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ وہاں نذر و نیاز دینے سے شاید ان کی حرام کی کمائی علت سے بدل جائے گی۔ اس بھول میں نہ رہیے گا یہ خیرات نہیں رشوت ہے۔ اللہ تعالے تو ایسی کمائی کو شرف قبولیت نہیں بخشتا۔

لا یقبل اللہ الا الطیب (عن ابی ہریرہ - بخاری ص۱۸۹)

وہ صرف پاک مال قبول کرتا ہے۔

ہاں یہ گدیوں کے ساتھ چمٹی ہوئی حضرتیں اور سرکاریں قبول کر لیں تو اور بات ہے۔

پیٹ کے پجاری

یہ موٹی موٹی گردنوں اور لمبی لمبی توندوں والے گرگ صفت مجاور قبروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سرہانے اسی اُمید پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ بد سو لوگ چڑھاوؤں کی شکل میں نذرانے لے کر آئیں تو یہ انکھیں اپنے جہنم کا ایندھن بنائیں۔ ان کی موج بنی ہوئی ہے کیا مرید حضرات اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ان کی دی ہوئی نذریں پیروں کو پہنچتی ہیں۔ یا اگلے دن کسی گٹر میں بہہ جاتی۔ محکمہ اوقاف نے تو شوقین فروشوں کا انتظام بہرائے نام کر رکھا ہے۔ یہ پرچون طور پر جو قبر فروشی ہوتی ہے اس کی سیل بھی بہت زیادہ ہے۔ چڑھاوؤں کی رسم بند کیجیے۔ تو پھر دیکھیے! مجاور کب تک ٹکے رہتے ہیں۔ سب ارادت یں رخصت ہو جائے بھوکوں مرنے لگیں گے تو اہی خانقاہوں کو گالیاں نہ دیں تو میرا نام نہیں۔

فقہ کی کتاب غرائب فی تحقیق المذاہب میں لکھا ہے مشائخ اور شہداء وغیرہ کی قبروں پر غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرنا خواہ ان پر اللہ کا نام ہی کیوں نہ لیا جائے حرام ہے ایسا کرنے والے کافر ہیں۔ (بحوالہ قبر پرستی ص۴۵)

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں اور یہ لوگ بزرگوں کے لیے جو حیوانات کی نذر مانتے ہیں اور پھر ان کی قبروں پر لے جا کر ان کو ذبح کر دیتے ہیں تو فقہی روایات میں اس فعل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے (مکتوب امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۴۱)

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ اولیائے کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کے مزاروں پر روپے پیسے وغیرہ نذرانے لے جانا بالاجماع حرام ہے (ج ۱ ص ۲۱۶)

حقیقت یہ ہے مزاروں کی یہ رونقیں بزرگوں کی وجہ سے نہیں نذرانوں کی وجہ سے قائم ہیں۔ اگر نذرانوں کا چکر ختم ہو جائے تو قبر پرستی کی تمام رونق دنوں میں ختم ہو جائے۔ اور مزاروں میں اُلو بولنے لگیں نہ صرف یہ بلکہ شرک و بدعت کی ہر رسم کا استیصال ہو جائے۔ قبر پرستی کی دکان کھولنے کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا ہے کہ کچی قبر بنا کر اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوپر گنبد تعمیر کر دیا جائے۔ اس کاروبار میں اس امر کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ جو مردہ اس میں ڈالا گیا تھا وہ صحیح معنوں میں انسان بھی تھا یا نہیں۔ لالچ کی انتہا یہ ہے کہ بسا اوقات وہ قبر بالکل مصنوعی ہوتی ہے یعنی اکثر اوقات تو پیر جعلی ہوتا ہے اور کبھی سرے سے قبر ہی جعلی ہوتی ہے کیونکہ کسی نے کھود کر حقیقت تھوڑی معلوم کرنی ہوتی ہے۔ اس مکاری کا راز فاش کرنا تو مذہبی معاملات میں مداخلت تصور کیا جاتا ہے۔ کہیں گھوڑا دفن ہے۔ کہیں گدھا دفن ہے کہیں نانگا دفن ہے۔ کہیں کانواں والی سرکار دفن ہے اور کہیں زہر ناف والی سرکار دفن ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی　　　یہ امت حکایات میں کھو گئی

قبضہ گروپ

آپ حیران ہوں گے بے شمار ”روضے“ صرف اس لیے بنا دیے جاتے ہیں کہ ملبے جوڑے احاطے پر ناجائز قبضہ کیا جا سکے یعنی ایک قبر یا قبر نما شکل بنائی۔ اس کے اوپر گنبد بنا یا چاردیواری قائم کی۔ بچوں کے لنگوٹ اور حیض کے لتوں جیسی رنگ برنگی دھجیاں لٹکائیں۔ جھاڑو کے لیے ایک نانگی رکھ لیا اور کسی مجرمانہ ذہنیت رکھنے والے اور نشے کا کاروبار کرنے والے کھنگی چرسی کو ڈاڑھی رکھوا کر بطور سجادہ نشین یا مجاور اور سائیں بابا کے پیش کر دیا۔ اور پھر شہر میں اس مضمون کے اشتہار لگا دیے کہ پیر طریقت رہبر شریعت، سلطان العارفین۔ قدوۃ السالکین حضرت سرکار بابا جی فلاں فلاں۔ قادری چشتی۔ مجددی۔ اجمیری وغیرہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک فلاں تاریخ اور فلاں وار شریف کو منعقد ہو رہا ہے۔ یوں دوکانداری مکمل ہو جاتی ہے۔ کاروبار سیٹ ہو جاتا ہے۔ یعنی نذرانوں کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے اور جگہ پر قبضہ بھی پکا اور رجسٹرڈ ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکاری سرپرستی

قبر پرستی کو کچھ سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہے۔ محکمہ اوقاف مساجد سے زیادہ مقابر کی دکھوالی کرتا ہے۔ نیز کسی نے بیرونِ ملک جانا ہو تو فارم پر سیر و سیاحت یا کاروبار کی بجائے زیارت کا لفظ درج کرنے سے پاسپورٹ کی منظوری کے امکانات زیادہ روشن ہو جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے ایک تو لوگ جھوٹ سیکھتے ہیں اور دوسرے قبر پرستی کو شہرت ملتی ہے۔ متعلقہ حکام ممکن ہے ثواب کے لیے ایسا کرتے ہوں۔ لیکن ان کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ لفظ زیارت کا اندراج بالعموم ایک بہانہ ہوتا ہے۔ اگر حقیقتاً بھی کوئی اس مقصد کے لیے جانا چاہے تو بھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہیے۔ کسی جگہ کو مقدس سمجھ کر جانے کے لیے حضورؐ نے سفر پر پابندی عائد کر دی ہے فرمایا:

لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد المسجد الحرام والمسجد الاقصٰی ومسجدی ھذا (عن ابی سعید خدری (بخاری ص ۱۵۹ - مسلم ص ۴۴۷)

تین مسجدوں یعنی مسجد حرام، مسجد اقصٰی اور میری اس مسجد کے سوا کہیں سفر کر کے مت جاؤ۔

جو لوگ مزاروں پر حاجتیں طلب کرتے ہیں شاہ ولی اللہؒ نے اپنی کتاب تفہیمات الٰہیہ میں ان کے اس فعل کو لات و عزیٰ کی پرستش کی مانند قرار دیا ہے۔

فرماتے ہیں ہر وہ شخص جو اجمیر یا سالار مسعود اور دیگر ان جیسی قبروں پر طلب حاجات کے لیے جاتا ہے وہ قتل اور زنا سے بھی زیادہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ بالکل اس شخص کی طرح ہے جو بتوں کی عبادت کرتا ہے یا لات و عزیٰ کو پکارتا ہے (ج ۲ ص ۴۵)

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا تشد الرحال کے متعلق لکھتے ہیں میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ قبر کسی ولی کی عبادت گاہ (خانقاہ) اور کوہ طور اس نہی میں سب برابر ہیں (حجۃ اللہ ج ۱ ص ۱۹۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیڑ چال

قبر پرستی کا ایک سبب قبوری حضرات کی یہ غلط فہمی ہے کہ چونکہ قبروں پر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لہٰذا لازماً اسے اللہ تعالےٰ کی منظوری حاصل ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کو یہ پسند نہ ہوتا تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔

یہ دلیل مشرکین بھی دیا کرتے تھے۔ مثلاً فرمایا:

وقال الذین اشرکوا لو شاء اللّٰہ ماعبدنا من دونہ من شئی نحن ولا اٰباؤنا ولا حرمنا من دونہ من شئی (نحل : ۳۵)

اور مشرکوں نے کہا اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباء و اجداد اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے اور نہ اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے۔

سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللّٰہ ما اشرکنا ولا حرمنا من شئی (الانعام - ۱۴۸)

عنقریب مشرک کہیں گے اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے نہ شرک کرتے نہ کسی شے کو حرام کرتے۔

یعنی انہوں نے بھیڑ چال کو اللہ تعالےٰ کی رضامندی کا نام دے دیا۔ اس طرح تو تمام جرائم کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ ہو رہے ہیں لہٰذا یہ اللہ تعالےٰ کو پسند اور مشروع ہیں

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔ یہ نادانوں کی باتیں ہیں کہ اللہ تعالےٰ کو فلاں کام برا لگتا تو کیوں کرنے دیتا۔ آخر ہر فرقے کے نزدیک بعض کام بُرے ہیں۔ پھر وہ کیوں ہوتے ہیں (موضح القرآن) بحوالہ اشرف الحواشی از مولانا عبدہ ص۳۲۵ -

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مشیت کو اللہ تعالےٰ کی رضا کا مستلزم نہیں سمجھ لینا چاہیے۔

محدث ابن طاہر کہتے ہیں :-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من قصد لزیارۃ قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورھم ویدعو عندھا ویسألھم الحوائج فھذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستعانۃ حق اللہ وحدہ (مجمع البحار) بحوالہ انوار التوحید صفحہ ۲۹۲ از مولانا محمد صادق صاحب سیالکوٹی۔

جو شخص انبیاء اور صلحاء کی قبروں کے پاس قصداً جا کر نماز پڑھے۔ دُعا کرے اور ان سے حاجتیں مانگے تو یہ علمائے اسلام میں سے کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں۔ کیونکہ عبادت۔ حاجتوں کا مانگنا اور مدد چاہنا صرف اللہ ہی کا حق ہے۔

یہ کتنی بے ہودہ رسم ہے کہ جب باہر سے کوئی سرکاری مہمان آتا ہے تو اس کے لیے بھی لازم ہوتا ہے کہ ہمارے بڑوں کی قبروں پر پھولوں کی چادر چڑھائے۔

اقوال بزرگاں

بعض بزرگوں کے غیر بزرگانہ حوالے بھی قبر پرستی کا سہارا بنے ہوئے ہیں جس میں ایک نام حضرت شاہ ولی اللہؒ کا بھی آتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دین کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔ نہ کہ ایسے بزرگوں کے اقوال پر جو کہ سرے سے معصوم عن الخطاء ہی نہیں۔ جہاں تک حضرت شاہ ولی اللہؒ کا تعلق ہے یقیناً ان کی کتاب ہمعات وغیرہ میں کمزور باتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن الحمد للہ بعد میں اُنہوں نے الفوز الکبیر البلاغ المبین حجۃ اللہ البالغہ جیسی کتابیں لکھ کر اپنی پوزیشن صاف فرمائی ہے اور توبہ کرلی ہے۔ مثلاً ایک مقام پر وہ تحریر فرماتے ہیں:

میں اپنی ہر اس بات سے اظہار برأت کرتا ہوں جو کتاب اللہ سنت صحیحہ اجماع خیر القرون جمہور مجتہدین اور سواد مسلمین کے خلاف ہو۔ اگر کوئی ایسی شے وقوع میں آئی ہے تو وہ غلط ہے اللہ تعالےٰ اس پر رحم فرمائے جو ہمیں ہماری غفلتوں اور کوتاہیوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ کرے اور بیدار کرے (حجۃ اللہ البالغہ ص۲۱)

ہم سے چڑ کر

خانقاہوں میں ہونے والے اس ناجائز کاروبار کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم اسے نہیں مانتے۔ یعنی ہم سے چڑ کر وہ شرک کی گاڑی کو اور تیزی سے دھکیلتے ہیں۔ گزارش ہے ہم تو پھر شراب جوا وغیرہ کو بھی بُرا کہتے ہیں۔ ہماری مخالفت ہی مقصود ہے تو ان چیزوں کو بھی اہلسنت والجماعت کا مسلک بنا لیجئے۔ اگر کہا جائے کہ ان کی حُرمت تو قرآن و حدیث سے ثابت ہے تو کیا شرک کی حرمت ہی کتاب و سنت سے ثابت نہیں۔ جسے روکنے کے لیے خاص انبیاء تشریف لائے۔

معقولیّت

مجھے تعجب ہوتا ہے کئی لوگ مذہب کو کوئی معقول چیز نہیں سمجھتے تاہم شرک کی محفلوں میں وہ بھی بھاگے جاتے ہیں۔ کیا یہیں انہیں معقولیت نظر آتی ہے؟ یا شاید انہی محفلوں کا اثر ہے کہ وہ مذہب سے بیگانہ و بددل ہوتے جاتے ہیں۔

ان پیروں کو سمجھالو

اولیاء کی تعظیم کے نام پر بہت کچھ ہوتا ہے۔ کئی جعلی پیر دندناتے پھر رہے ہیں۔ جنہوں نے خدا کے نیک بندوں کی ساکھ بھی تباہ کر دی ہے۔ ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

میں بریلوی مکتب فکر کے کارپردازوں سے بہزار ادب گزارش کروں گا کہ وہ انہیں کچھ سمجھائیں اور لگام دیں۔ ورنہ آپ کی خاموشی کو نیم رضا تصور کرتے ہوئے سمجھ لیا جائے گا۔ کہ جو کچھ ہوتا ہے آپ کی شہ پر ہوتا ہے اور آپ کے زیر سایہ ہوتا ہے۔ آپ نے کبھی ان کے خلاف کھُل کر تبلیغ نہیں کی۔ یہ آپ کی قوم ہیں۔ اگر آپ کو ان کا اخلاق پسند نہیں تو ہماری بجائے آپ کا فرض ہے کہ انہیں دُرست کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مجاوروں نے اِلّا ماشاء اللہ کبھی نماز پڑھی ہے اور نہ کوئی شرع کا کام ہی سیکھا ہے۔ بھنگیں، چرسیں اور شرابیں پی کر آنکھوں میں "نور" پیدا کرتے رہتے ہیں۔ خدارا انھیں روکیے کہ وہ قوم کی آبرو اور ایمان کو نہ لوٹیں ۔

عبادت کے لائق فقط ذات تیری
نہیں کوئی معبود تیرے سوا ہے

مسئلہ سماعِ موتیٰ

دس برس بیشتر یہ مضمون حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد عبید اللہ صاحب مدظلہ العالی کی زیرِ صدارت مجلس علمائے اہلحدیث میں پڑھا گیا۔ اس کے بعد یہ ہفت روزہ الاسلام میں قسط وار چھپا۔ پھر حضرت مولانا خالد گھرجاکھی صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ نے اسے نورالہدیٰ میں شائع کیا (فروری و مارچ ۱۹۸۴ء) کتاب کی مناسبت سے کچھ اضافہ کے ساتھ اسے سہ بارہ شائع کیا جا رہا ہے کیونکہ سماعِ موتیٰ کا غلط عقیدہ بھی قبر پرستی کے اہم اسباب میں سے ایک ہے۔

موت کیا ہے ؟

جسم اور رُوح کے ملنے کا نام زندگی ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں انفکاک النسمۃ عن البدن (حجۃ اللہ البالغہ) یعنی رُوح کے بدن سے جُدا ہو جانے کا نام موت ہے جب تک انسان بقید حیات رہے اس کے حواس باقاعدہ کام کرتے ہیں۔ وہ دیکھتا بھی ہے، سُونگھتا بھی ہے چکھتا بھی ہے ٹٹولتا بھی ہے اور سُنتا بھی ہے۔ مرجائے تو حواس سمیت مرتا ہے۔ اس کا دیکھنا سونگھنا چکھنا، چھُونا اور سُننا سب موقوف ہو جاتے ہیں نہ صرف یہ کہ اس کے حواس کام کرنا بند کر دیتے ہیں بلکہ وہ سر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نا پید ا ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ قوت، وہ مشینری اور کل پُرزے ہی ختم ہو جاتے ہیں جن سے وہ یہ کام لیا کرتا تھا۔ یہ فانی وجود رہتی دُنیا تک کے لیے مٹی میں تحلیل ہو کے رہ جاتا ہے۔ منھا خلقنٰکم و فیھا نعیدکم (طٰہٰ: ۵۵) اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیتے ہیں۔

ایک غلط دعویٰ

جو لوگ سماع موتیٰ کا دعوےٰ کرتے ہیں وہ عقل و نقل دونوں کی نفی کرتے ہیں فرمانِ الٰہی ہے۔ ان الذین تدعون من دون اللّٰہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین ہ الھم ارجل یمشون بھا ام لھم اید یبطشون بھا ام لھم اعین یبصرون بھا ام لھم اذان یسمعون بھا (اعراف: ۱۹۴ اور ۱۹۵)

جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں پس پکارو ان کو چاہیے کہ جواب دیں وہ تمہیں اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہوں ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہوں آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں فرمایا ومن اضل ممن یدعوا من دون اللّٰہ من لا یستجیب لہ الیٰ یوم القیٰمۃ وھم عن دعائھم غافلون واذا حشر الناس کانوا لھم اعداءً وکانوا بعبادتھم کفرین (احقاف: ۵ و ۶) اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا انہیں پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دیں گے اور وہ اُن کی پُکار سے بے خبر ہیں اور حشر کے روز وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔ اُس روز مشرکوں کو اُن کے بنائے ہوئے شریک کہیں گے فکفیٰ باللّٰہ شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغٰفلین (یونس: ۲۹) ہمارے اور تمہارے درمیان خدا گواہ ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے بالکل بے خبر تھے۔

پرستش کیے ہوئے بزرگوں کے وضاحتی مضمون سے ان لوگوں کی تردید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ ان آیات میں بتوں کے سماع کی نفی ہے نہ کہ بزرگوں کے سماع کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم (مائدہ : ۱۱۷) میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا۔ قرآن مجید میں غالباً حضرت عزیر علیہ السلام کے متعلق بیان ہوا ہے۔ فاماتہ اللہ مائۃ عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائۃ عام (بقرہ : ۲۵۹)
اللہ تعالیٰ نے انہیں سو سال تک مارے رکھا پھر اٹھا کر پوچھا کتنی دیر رہے ہو کہنے لگے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ فرمایا کہ تم سو برس پڑے رہے۔ انھیں پوری صدی میں کسی قسم کا احساس نہ ہوا۔ حالانکہ ان کا وجود بھی سلامت تھا۔ اور زمین کے اوپر تھا۔ اس سے اندازہ لگایئے زیر زمین والوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

بعض نے اس کا یہ جواب دیا ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے حشر کے دن لوگ کہیں گے۔

لبثنا یوما او بعض یوم (مومنون: ۱۱۳) ہم دنیا میں ایک روز یا اس سے بھی کم رہے حالانکہ وہ کئی برس جیے ہوں گے۔ مگر یہ جواب صحیح نہیں کیونکہ والنازعات میں ہے: کانہم یوم یرونہا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحاہا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے انھیں گویا ایسے محسوس ہوگا جیسے وہ ایک شام یا ایک صبح رہے ہوں۔ نہ کہ حقیقت میں ایسا لگے گا۔ کیونکہ فرمایا اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر (فاطر : ۳۷) کیا ہم نے تمہیں اتنی زندگی عطا نہیں کی تھی جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا۔ جیسا کہ دنیا میں رہتے ہوئے بیس سال کی بات ہو تو یوں لگتا ہے جیسے کل کا واقعہ ہو حالانکہ پتہ ہوتا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنے برس بیت گئے ہیں حضرت عزیر علیہ السلام کی کہانی میں اس قسم کا کوئی قرینہ نہیں ہے بے قرینہ کو باقرینہ پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔

مُردوں کی طرح

جو کافر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر کان نہیں دھرتے تھے اور صم بکم عمی ہوگئے تھے ان کے بارے میں ارشاد ہوا : انك لاتسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء (روم : ۵۲) آپ مُردوں اور بہروں کو آواز نہیں سُنا سکتے۔ فرمایا وما یستوی الاعمٰی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر : ۱۹ تا ۲۲)

اور نہیں برابر اندھا اور بینا نہ اندھیرے نہ اجالا نہ سایہ نہ دھوپ اور نہ برابر ہیں زندے اور مُردے اللہ تعالےٰ جسے چاہے سُنا دے اور تو اہل قبور کو نہیں سُنا سکتا۔

کٹ حجتی

مذکورہ آیات پر چند اعتراضات وارد کیے جاتے ہیں اوّل یہ کہ یہاں مُراد کفار ہیں مُردے نہیں ، اس کا جواب یہ ہے کہ مُردے نہیں سُنتے تبھی ان سے کافروں کی مثال دی گئی ہے ورنہ اگر وہ سُنتے تو مثال غلط ہوجاتی ۔مشبہ بہ میں مشبہ سے بڑھ کر وجہ تشبیہ پائی جانی چاہیے ۔ اللہ تعالےٰ نے مُردوں کے علاوہ بھی تین چیزوں کا بیان فرمایا ہے ۔ یہ سب چیزیں گو بطور مثال ذکر ہوئی ہیں مگر ہیں اپنی جگہ مسلمہ حقیقت علامہ تفتازانی ؒ فرماتے ہیں : واما قولہ تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور فتمثیل لحال الکفرۃ بحال الموتیٰ ولا نزاع فی ان الموتیٰ لایسمع (شرح عقائد ج ۲ ص ۲۲۱) تو مُردوں کو نہیں سُنا سکتا اس میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کہ مُردے نہیں سُنتے مگر ایک دیوبندی مقلد حضرت مولانا سرفراز احمد صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں : ادراک وشعور فہم وسماع میں مُردے اور زندہ برابر ہیں (سماع موتیٰ صـ۲۲۱) دوسرا اعتراض یہ ہے کہ ان آیات میں نفی اسماع کی ہے سماع کی نہیں۔ یعنی آپ انھیں نہیں سُنا سکتے دلیے وہ سُن لیتے ہیں۔ کیسی بچگانہ بات ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں سُنا نہیں سکتے پھر کیسے وہ کیسے سن لیں گے علامہ تفتازانی فرماتے ہیں :-

اذا انتفی الاسماع الذی ھو الاصل فالسماع الذی ھو الفرع انتفی بالطریق الاولیٰ (شرح عقائد ج ۲ صـ۱۲۳) جب سُنانے کی نفی ہوگئی جوکہ اصل ہے تو سننا جوکہ فرع ہے اس کی تو بالاولیٰ نفی ہوگئی۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ آپ انہیں نہیں سُنا سکتے البتہ اللہ تعالیٰ سُنا دیتا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ پھر اس میں مُردوں کی کیا تخصیص ہے۔ زندوں کو بھی تو اللہ تعالیٰ ہی سُناتا ہے۔

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ سماع سے مراد نافع ہے یعنی جس طرح مُردوں کو سُنانا غیر مفید ہے اسی طرح کافروں کو سُنانا بھی بے فائدہ ہے۔ جیسے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔

اگر کوئی مردوں کو نصیحت کرے تو بے کار ہے کیونکہ وہ دار العمل نہیں (بیان القرآن ج ۸ صـ۹۸)

سوال یہ ہے کہ مقلدین کے اسی گروہ کے نزدیک پھر تلقین میت کیسے جائز ہوگی۔

پانچواں اعتراض یہ ہے کہ دُور سے نہیں سُنتے البتہ نزدیک سے سُن لیتے ہیں۔ مقلد مذکور لکھتے ہیں مُردہ یا زندہ دُور ہو تو تمام اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ عادۃً وہ دُور سے نہیں سُنتا۔ (سماع موتیٰ صـ۲۶۴)

مُردہ اور زندہ اگر دونوں برابر ہوں تو بتائیے عادتاً زندہ کب مٹی کی اتنی موٹی تہہ کے نیچے سے سُن سکتا ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ قبر کے بیچ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلۂ سماعت رکھ دیتے ہوں تو تب ان کی بات قابل غور ہو سکتی ہے۔ بزرگوں کی قبریں بھی ماشاء اللہ بڑے وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لئے انہیں چاہیے دُوری اور نزدیکی کی پیمائش کا کچھ تعین کریں۔ ہر مزار پر ایک لوحِ سماعت نصب کریں۔ جہاں یہ تحریر ہو کہ صاحب قبر یہاں سے آگے نہیں سُن سکتے ہیں پھر انہوں نے ایک چھٹی تاویل یہ کی ہے کہ چپکے سے نہیں سُنتے (سماع موتیٰ ص ۲۶۳) ایسی صورت میں یہ بھی لکھا ہونا چاہیے کہ کس قدر بلند آواز سے سُنتے ہیں۔ بزرگوں کو سُنانے کے لیے اگر مزاروں پر لاؤڈ سپیکر فٹ ہو جائیں تو عوام کو بہت سہولت ہو سکتی ہے۔ یہ سارا کام حضرت صاحب کی زیر نگرانی طے پائے تو نہایت مناسب رہے گا۔ بلکہ بہتر ہے کہ بزرگوں کے کانوں کے پاس ٹیلیفون ہیڈ رکھ دیے جائیں تاکہ انھیں دُور دراز شہروں اور سمندر پار ملکوں سے بھی اپنے مُریدوں کی درخواست سُننے میں دقت نہ ہو۔ لیکن اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ریسیور کون اُٹھائے گا۔ ایک ساتویں تاویل یا اعتراض یہ کیا ہے کہ وہ مشرکوں کی نہیں سُنتے (سماع موتیٰ ص ۲۶۱) لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ اہل قبور کو نہیں سُنا سکتے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ مشرکوں کی نہیں سُنتے یہ سراسر کٹ حجتیاں ہیں۔ قل انتبئون اللہ بما لا یعلم (یونس : ۱۸) کہہ دیجئے کیا تم اللہ تعالےٰ کو وہ بات بتاتے ہو جسے وہ بھی نہیں جانتا۔

حالت موت

میت سُن سکتی تو سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میت پاک کو سُننا چاہیے تھا صحابہ کرامؓ کا فرض تھا کہ آپؐ کے جسد اطہر سے پوچھتے یا مراقبہ بلکہ مکاشفہ کے ذریعے معلوم کرتے یا رسول اللہ آپ موت سے ہمکنار ہوئے ہیں یا نہیں۔ آپ کو غسل کس طریقہ سے دیا جائے آپ کی نماز جنازہ کس انداز سے پڑھی جائے۔ آپ کو کس مقام پر دفن کیا جائے۔ آپ کی قبر مبارک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس قسم کی بنا ڈالی جائے شق یا لحد ؟ اور یہ کہ آپ اپنے بعد خلیفہ کس کو بنانا پسند فرماتے ہیں کیونکہ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول بلکہ جب استسقاء کی ضرورت پڑی تو انہیں چاہیے تھا کہ دعائے استسقاء کے لیے حضرت عباسؓ کو لے جانے کی بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے درخواست گزارتے۔

گستاخی نہ سمجھی جائے تو عرض کروں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مردوں سے تکلم نہیں فرما سکتے تھے۔ بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا لو کان المطعم بن عدی حیا ثم کلمنی فی ھولاء النتنیٰ لترکتھم له (بخاری ص ۵۷۳) اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور مجھ سے ان ناہنجاروں کے بارے میں گفتگو کرتا تو میں اس کی خاطر انہیں چھوڑ دیتا۔

نیند بھی

موت تو ایک طرف رہی۔ تجربہ شاہد ہے کہ نیند کی حالت میں بھی انسان نہیں سن سکتا اللہ تعالےٰ نے اسے بھی ایک قسم کی فوتیدگی قرار دیا ہے اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (زمر: ۴۲) اللہ تعالےٰ فوت کرتا ہے جانیں ان کی موت کے وقت اور انھیں بھی جن کی موت نہیں آئی ہوتی ان کی نیند کے وقت۔ حالانکہ اس حالت میں روح جسم میں موجود ہوتی ہے۔ صرف ہوش غائب ہوتی رہی ہے۔

اصحاب کہف کی ولایت میں کیا شک ہے وہ سینکڑوں برس پڑے سوتے رہے جاگے تو کہنے لگے۔

لبثنا یوما او بعض یوم (کھف ۱۹) ہم ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ ٹھہرے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ رات پچھلے پہر حضرت بلالؓ کی ڈیوٹی لگا کر سو گئے۔ صبح نماز کے وقت سارے قافلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے کسی کو جاگ ہی نہ آئی ۔ حضرت بلالؓ بھی سو گئے (بخاری شریف صـ۴۹) کے الفاظ ہیں ۔ ثما ایقظنا الاحر الشمس ۔ (ہمیں سورج کی گرمی نے جگایا حضرت عمرؓ نے اٹھ کر باآواز بلند تکبیریں کہنا شروع کیں تب ان کی آواز سُن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے ایک روایت میں ہے کہ پھر فرمایا ان اللہ قبض ارواحکم حین شاء وردھا علیکم حین شاء (عن ابی قتادہ بخاری صـ۸۳)

(اللہ تعالٰے جب چاہتا ہے تمہاری رُوحیں قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے انہیں تم پر لوٹا دیتا ہے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تازہ قبر دیکھی ۔ فرمایا یہ کب بنی ہے جواب ملا آج رات ۔ فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی ، کہنے لگے رات کی تاریکی میں ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا تھا تب آپؐ نے قبر پر باجماعت نماز جنازہ پڑھائی (عن ابن عباس بخاری صـ۱۶۶ ۔ مسلم صـ۳۱۰) کوئی کتنا بڑا بزرگ ہو اسے سلا کر دیکھ لیجئے ۔ مجال ہے جو اسے آس پاس کی خبر ہو جائے ۔ مریض چاہے کوئی انہی کا پہنچا ہوا ولی کیوں نہ ہو اسے کلوروفارم سونگھا کر بعد میں پوچھ لیجئے حضرت جی آپ کو آپریشن کی خبر ہوئی جب ان کو خبر نہیں ہوتی تو مرنے والے بزرگ کو کیا خبر ہو گی جسے قبر میں رکھ کر کہا جاتا ہے ۔

نم کنومۃ العروس الذی لا یوقظہ الا احب اھلہ الیہ حتیٰ یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک (عن ابی ھریرۃ ترمذی کتاب الجنائز)

(سو جا اس دُلہن کی طرح جسے صرف اس کا محبوب ہی جگاتا ہے قیامت تک کے لیے یعنی دُنیا کی طرف سے اسے مکمل سُلا دیا جاتا ہے ۔)

عالم بیداری میں

ایک سیڑھی اور نیچے اُتریئے ۔ انسان زندہ ہو اور جاگ رہا ہو تو بھی اسے پس پردہ کی خبر نہیں ہوتی ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی ایک انصاری عورت کے ساتھ نبی صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم کے دروازہ پر آئیں اور حضرت بلالؓ سے کہا حضورؐ سے پوچھیے خاوند اور زیر کفالت یتیموں پر زکوٰۃ لگ سکتی ہے یا نہیں۔ یہ نہ بتانا ہم کون ہیں۔ حضرت بلالؓ نے ایسا ہی کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا وہ کون ہیں۔ کہا ایک تو زینب ہیں۔ فرمایا کونسی زینب؟ عرض کیا ابن مسعودؓ کی بیوی۔ فرمایا انھیں بتاؤ اس کا دوہرا اجر ہے۔ زکوٰۃ کا بھی اور قرابت کا بھی (بخاری ص۱۹۸)

اس سے معلوم ہوا صحابہ کرام کا یہی عقیدہ تھا کہ حضورؐ کو حجرے کی باہر کی خبر نہیں ہوتی۔ جس کی تصدیق اس بات سے ہوگئی کہ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (حجرات) "اے ایمان والو اپنی آوازیں حضورؐ کی آواز سے بلند نہ کرو۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے۔ اذا حدث النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثہ کاخی السرار لم یسمعہ حتی یستفھمہ (بخاری ص۱۰۸۵)

(وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی آہستہ سرگوشی کرتے کہ حضورؐ کو سنائی نہ دیتا۔ یہاں تک آپ کو ان سے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہا ہے)

اب آپ خود ہی سوچ لیں جو فوت ہوکر منوں مٹی یا ٹنوں ملبے تلے سما چکے ہوں انہوں نے کسی کی کیا سننی ہے۔

مسلک امام ابو حنیفہؒ

حضرت امام ابو حنیفہ غیر مقلد رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا ایک آدمی قبرستان آکر سلام و کلام کرتا ہے اور کہتا ہے اے قبروں والو تمہیں علم بھی ہے میں کئی مہینوں سے تمہارے پاس آرہا ہوں اور تمہیں آواز دیتا ہوں میں تم سے صرف دعا کا طالب ہوں تمہیں پتہ بھی ہے یا مطلق بے خبری کا عالم ہے۔ امام صاحبؒ اس کی بات سن کر فرمانے لگے کچھ جواب ملا۔ بولا نہیں تو فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سحقالك تربت يداك كيف تكلم اجسادا لايستطيعون جوابا ولا يملكون شيئاً ولا يسمعون صوتنا وقرأ وما انت بسمع من فى القبور (غرائب فى تحقيق المذاهب)

تجھ پر پھٹکار پڑے تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو کیسے باتیں کرتا ہے ان جسموں سے جو جواب نہیں دے سکتے۔ جو کسی شے کے مالک نہیں جو کوئی آواز نہیں سن سکتے۔ اور یہ آیت پڑھی یعنی کہ آپ اہل قبور کو نہیں سنا سکتے۔

اس حوالے کا ذکر شاہ محمد اسحٰق دہلوی ؒ کے شاگرد مولانا محمد بشیر الدین قنوجی نے بھی اپنی کتاب تفہیم المسائل میں کیا ہے۔

مشہور مقلد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ؒ نے تسلیم کیا ہے کہ امام صاحب ؒ کا مذہب عدم سماع ہے (الکواکب الدری اور لطائف رشیدیہ)

مقتولین بدر سے خطاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین بدر کی لاشوں کو ڈانٹ بلائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ما تکلم من اجساد لا ارواح لھا۔ حضور ؐ آپ مُردوں سے باتیں کرتے ہیں؟ تو فرمایا:۔ والذی نفس محمد بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم عن ابی طلحہ (بخاری ص۵۶۶)

بخدا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔

لوگ اس سے سماع موتیٰ پر استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال صحیح نہیں۔ عائشہ صدیقہ رضؓ نے اس کی یہ توجیہہ فرمائی ہے:۔

انھم الان لیعلمون ان الذی کنت اقول لھم ھو الحق ثم قرأت انک لا تسمع الموتیٰ۔ یعنی وہ اب خوب جانتے ہیں کہ میں انہیں سچ کہا کرتا تھا پھر یہ آیت پڑھی کہ آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے (بخاری ص۵۶۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا یہ ایک وقتی معجزہ تھا جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھم الان یسمعون ما اقول لھم (بخاری ص۵۶۷) "وہ اب میری بات سن رہے ہیں۔"

چنانچہ حضرت قتادہؓ نے یہی خیال ظاہر فرمایا ہے احیا ھم اللہ حتی اسمعھم قولہ توبیخا وتصغیرا ونقمۃ وحسرۃ وندما (بخاری ص۵۶۶) اللہ تعالےٰ نے انھیں زندہ کیا تاکہ انھیں حضورؐ کی بات سنائے، ڈانٹ، ذلت، عقوبت، حسرت اور ندامت کے لیے۔

روح المعانی میں ہے :۔ المیت لیس من شانہ السماع ولا یتحقق منہ السماع الا معجزۃ کسماع اھل القلیب۔

میت سے سماع ممکن نہیں۔ سوائے معجزہ کے جیسے بدر میں ہوا۔ ظاہر ہے معجزوں کا معاملہ مختلف ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جانوروں درختوں اور پتھروں تک کو سنانا ثابت ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو برزخی حالات سے مطلع فرماتا رہتا تھا۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:۔

واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا (عن ابی ھریرہ بخاری ص۹۶)

"خدا کی قسم اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے تھوڑا اور روتے زیادہ۔"

آپ نے ایک غیبی آواز سُنی تو فرمایا: یھود تعذب فی قبورھا۔ (بخاری ص۱۸۴)

"یہودیوں کو اپنی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔"

حضرت عائشہؓ اور حضرت قتادہؓ کا مذہب نقل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کو بھی انہی میں سے کوئی توجیہہ پسند ہے۔

اگر مردے سُنتے ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو جو جواب دیا اس کی بجائے آپ کو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ تمہیں کس نے بتلایا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُردے نہیں سُنتے .... وہ تو سُنتے ہیں اور سب سُنتے ہیں اور ہمیشہ سُنتے ہیں اس میں کسی کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ یہ مسئلہ بہت اہم تھا۔

ارشاد نبوی ہے :۔

قرع نعال

اسعید اذا وضع فی قبرہ وتولی وذھب اصحابہ حتیٰ انہ لیسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان فاقعداہ (عن انس بخاری ص۱۸۲)

(لوگ میت کو قبر میں دفنا کر لوٹتے ہیں تو اسے ان کے جوتوں کی آہٹ سُنائی دیتی ہے۔ اتنے میں دو فرشتے آکر اسے بٹھا دیتے ہیں)

بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس سے مراد سرعت اتیان ملائکہ ہے۔ یعنی فرشتے اتنی جلدی آپہنچتے ہیں کہ ابھی لوگ زیادہ دُور نہیں گئے ہوتے۔ اگر یہاں حقیقی معنی لیے جائیں تو اسے اس وقت کے ساتھ مخصوص سمجھنا چاہیے کیونکہ قرآن پاک سے نصًا ثابت ہے کہ مُردے نہیں سُنتے۔

میت کے لیے قدموں کی واپسی کی آواز ساپنے اندر بہ عبرت ناک حکمت لیے ہوئے ہے کہ ہائے اس بے چارے کو یکہ و تنہا چھوڑ کر سب چلے گئے۔

اتنا خیال رہنا چاہیے کہ اس سماع کا مُردہ کے دفن شُدہ جسم سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ اکثر اہل دیوبند کا خیال ہے۔ ورنہ پھر اس کو بٹھانے قبر کو کشادہ کرنے یا پسلیوں کے آر پار ہونے ننانویں سانپوں کے ڈسنے اور عذابؒ ثواب کے دیگر احوال کو بھی جسمانی حقیقت پر محمول کرنا پڑے گا۔ مگر اس کا قائل ہونا مشکل ہے۔ روزمرّہ کا تجربہ اس کی تغلیط کرتا ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر واضح ہوگا۔

نیز یسمع قرع نعالھم سے حنفیہ کا سماع موتیٰ پر استدلال کرنا اس لیے بھی صحیح نہیں کہ خود بقول ان کے خبر واحد سے زیادتی علیٰ کتاب اللہ جائز نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ آلوسی حنفی رح فرماتے ہیں:۔

فیقتصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماعه من السلام ونحوه (روح المعانی صـ۵۸)

میت کے سلام وغیرہ سُننے کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے بس اسے اسی پر محدود رکھنا چاہیے۔

اما الشیخ ابن الهمام رحمہ اللہ تعالیٰ فجعل الاصل هوا لنفی وکل موضع ثبت فیه السماع جعله مستثنیٰ (فیض الباری صـ۴۶۷ ج ۲)

یعنی ابن ہمام بھی عدم سماع کے قائل ہیں جہاں کہیں میت کے لیے سماع ثابت ہوا ہے وہ اسے مستثنیٰ خیال کرتے ہیں۔

شفاعت تک

مگر دیوبند کے مقلد مولانا سرفراز صاحب قرع نعال والی حدیث کے بارے میں رقمطراز ہیں:۔

جب یہ سُنتا ہے تو انسانوں کی آواز بطریق اولیٰ سُنتا ہے (سماع موتیٰ صـ۲۴۸) بلکہ اس حدیث کی آڑ لے کر یہ لوگ مُردوں سے طلب شفاعت کے بھی قائل ہو گئے۔ چور کی داڑھی میں تنکا۔ اپنے آپ کو ھؤلاء شفعاءنا عند اللہ کی زد سے بچانے کے لیے لکھتے ہیں۔ غائبانہ طور پر کسی کو سفارشی بنانا یا بعد وفات قبر کے پاس سے کسی سے دُعا کی درخواست کرنا اور علی الخصوص حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے طلب شفاعت کرنا اس مد میں نہیں آتا (سماع موتیٰ صـ۱۱۴) علامہ داؤد بن سلیمان بغدادی حنفی کا ایک حوالہ المنحۃ الوھبیہ صـ۱۲ طبع استنبول سے نقل کرتے ہیں۔

وقد اطبق الائمۃ الحنفیۃ علی سنیۃ زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزیارۃ صاحبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما والسلام علیہم وطلب الشفاعۃ منہم (صـ۱۲۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی زیارت کرتے انہیں سلام کہنے اور ان سے شفاعت طلب کرنے پر تمام آئمہ حنفیہ کا اتفاق ہے۔"

نیز لکھتے ہیں:۔

لا تشد الرحال والی حدیث میں مستثنیٰ عنہ عام نہیں بلکہ صرف مسجد ہے صفحہ ۱۴۰۔

غور فرمائیے فرع نعال سے چلے اور شفاعت تک پہنچ گئے۔ اپنے آپ کو بریلویوں سے الگ رکھنے کے لیے یوں ارشاد فرمایا:۔

ہمارے اکابر علمائے دیوبند سماع موتیٰ میں رُوح کے ساتھ جسدِ عنصری کی مشارکت کے بھی قائل ہیں۔ اور مولوی احمد رضا خان صاحب صرف رُوح کے سماع کے قائل ہیں صفحہ ۴۶۔

نیز فرمایا جو حضرات سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں وہ یہ نہیں کہتے کہ مُردے دُور دراز سے سُنتے ہیں وہ صرف اس کے قائل ہیں کہ قبر کے پاس اگر سلام و کلام کیا جائے تو وہ سُنتے ہیں صفحہ ۱۰۵۔

یعنی اصولاً اکابر دیوبند بہ نسبت بریلویوں کے مُردوں کی حیات کے زیادہ شدّ و مد کے ساتھ قائل ہیں۔ البتہ مُردوں سے دُعا کروانے اور سفارشی بنانے میں دُور و نزدیک کا فرق کرتے ہیں۔

اس بندۂ عاجز کے نزدیک سماع موتیٰ کا عقیدہ رکھنا شرک تو نہیں البتہ سراسر غلط ضرور ہے۔ بلکہ عموماً مفضی الی الشرک بھی ہے۔ اس چیز کا احساس خود قائلین حیات یعنی اکابرِ دیوبند کو بھی ہے۔ مولانا سرفراز صاحب صفدر بانیٔ دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔ اگر اس زمانہ میں امکان استماع کا بھی چرچا کیا جائے تو اس عمل سے نفع دینی تو کچھ متصور نہیں البتہ فوتِ مضامین شرکیہ کا گمان غالب ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے یوں مناسب ہے کہ عوام کو فقط طریقہ مسنونۂ زیارت قبور تعلیم کیا جائے اور مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔ اگر اس کی اصلاح بدون انکار سماع کے نہ ہوسکے تو انکار سماع واجب ہے اسماعِ موتیٰ صـ۹۵)

یاد رہے قوتِ مضامین شرکیہ کا گمان صرف بریلویوں کے بارے میں نہیں خود اہل دیوبند کے بارے میں بھی ہے۔ ان کا مُردوں سے دُعا کروانا اور انہیں سفارشی بنانا کیا شرک کے زمرہ میں نہیں آتا۔ کیا ھؤلاءِ شفعاءنا عند اللّٰہ اور ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللّٰہ زلفیٰ کہنے والوں کا قصور کچھ اس کے علاوہ تھا۔

یہ دُور و نزدیک والی بات بھی بالکل مہمل ہے۔ بقولِ احناف یہی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ صاحب مرنے کے بعد اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ لوگوں سے بیداری کی حالت میں ملاقاتیں کیا کرتے تھے۔ (ارواح ثلاثہ صـ۲۴۲)

شہدائے بالاکوٹ میں سے دیوبند کا ایک مجاہد سید اسماعیل شہیدؒ، سید احمد شہیدؒ اور دیگر شہدا کے ساتھ دیوبند میں اپنے والد سے ملاقات کے لیے آیا یہ بیداری کا واقعہ تھا (ملفوظات مولانا اشرف علی تھانوی ج ۱ صـ۴۰۹) وغیرہ وغیرہ۔

دیوبندی حضرات اگر رُوح کے ساتھ جسدِ عنصری کی مشارکت کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک ادراک و شعور اور فہم و سماع میں زندہ اور مُردے برابر ہیں تو پھر میرا خیال ہے ٹیلیفون کی سہولت کے ساتھ ساتھ اس جدید سائنسی دور میں مردوں کی بستی میں ٹی وی اسٹیشن بھی قائم کر دینا چاہیئے تاکہ ہمارا ان سے مسلسل رابطہ رہے اور ان کی نقل و حرکت بھی معلوم ہوتی رہے۔ کیونکہ اب تو مُردے ہی اس قوم کی مشکلیں آسان کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی تو انھیں ضرورت نہیں رہ گئی (استغفر اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف روائتیں

بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔
من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ (بیہقی) جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود شریف پڑھے گا میں اسے سُن لوں گا اور جو دُور سے پڑھے گا۔ وہ مجھ پر پہنچا دیا جائے گا۔ اس کی سند میں علاء بن عمرو کذاب ہے (میزان ص ۲۱۳)

مولانا عبید اللہ مبارکپوری لکھتے ہیں یہ حدیث اس قدر ضعیف، بیکار اور ساقط ہے کہ اگر اسے کوئی موضوع کہہ دے تو مبالغہ نہ ہوگا (مرعاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۵۲۶) اسی مضمون کی ایک دوسری روایت جو ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ اس کی سند میں ابو البختری کو ائمہ حدیث نے کذاب کہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام (جو کبھی مجھے سلام کہے گا اللہ تعالیٰ میری رُوح لوٹائے گا۔ یہاں تک کہ میں اسے سلام کا جواب دوں گا۔
(ابوداؤد کتاب المناسک۔ باب زیارۃ القبور)

اس میں ایک راوی حُمید بن زیاد ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں صدوق یہم (تقریب) تاہم یہ حدیث ان کے مطلب کی نہیں۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے آپ کی رُوح آتی جاتی ہے حالانکہ ان کا عقیدہ مستقل حیات کا ہے، بالفرض اگر یہ حدیث صحیح ہو تو اس سے ایک قسم کی برزخی توجہ مراد ہو سکتی ہے۔ اور سلام کا تبادلہ ضروری نہیں کہ براہِ راست ہو۔ بالواسطہ بھی ہو سکتا ہے۔ فرمایا ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من اُمتی السلام (عن ابن مسعود۔ نسائی۔ باب التسلیم علی النبیؐ)
(زمین میں اللہ تعالےٰ کے فرشتے میری اُمت کا سلام مجھے پہنچائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں آپ سے یہ فرمان منسوب ہے ما من رجل یمر بقبر الرجل کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا رد اللہ علیہ روحہ حتیٰ یرد علیہ السلام (عن ابن عباس - ابن عبد البر) انسان کسی شناسا کی قبر پر سلام کہے تو جواب دینے کے لیے اللہ تعالیٰ اس کی رُوح کو لوٹا دیتا ہے -

اس میں بھی حمید بن زیاد ضعیف ہے (خلاصۃ التہذیب) حافظ ابن رجب نے اس روایت کو ضعیف اور منکر تبلایا ہے (رُوح المعانی ص۵۷ ج ۲)

نیز ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ میت بھی سلام لوٹاتی ہے جب ان کی آواز ہمیں نہیں آتی جو کہ زندہ ہیں تو ہماری آواز انھیں کیسے سنائی دے گی - جو کہ مُردہ ہیں -

اس مضمون کی ایک روایت عائشہ صدیقہ سے بھی مروی ہے (کتاب الروح) مگر اس میں ایک راوی ابن سمعان کذاب ہے (میزان الاعتدال ج ۲ ص۳۵ تہذیب التہذیب ص۳۸) نیز اس میں یحییٰ بن یمان بھی غیر قوی ہے (میزان)

ایک یہ حدیث بڑی مشہور ہے -

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (عن اوس بن اوس - کتاب الجمعۃ - نسائی - ابو داؤد - ابن ماجہ وغیرہ) "اللہ تعالےٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کو کھانا حرام کیا ہے -"

انبیائے کرام کے اجساد اگر محفوظ رہتے ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر کوئی اس حدیث سے سماعِ موتیٰ پر استدلال کرے تو اس کی ہم اجازت نہیں دیں گے - میت بہر صورت میت ہے چاہے وہ کسی پیغمبر کی ہو یا غیر پیغمبر کی - محفوظ ہو یا غیر محفوظ - حاکم نے گو اس حدیث کی تصحیح کی ہے مگر یہ صحیح ہے کہ ان کی یہ تصحیح صحیح نہیں - یہ روایت تین سندوں سے مروی ہے جو سب کی سب مجروح ہیں - ان میں ضعف و انقطاع پایا جاتا ہے (شفاء السقام ص۴۷) القول البدیع ص۱۱۹) ایک یہ روایت ہے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(خصائص کبریٰ بیہقی) "کہ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں"
اس کی سند میں حسین بن قتیبہ خزاعی کو ذہبی نے ھالک، دار قطنی نے متروک ابوحاتم نے ضعیف، اوزاعی نے واہی اور عقیلی نے کثیر الوہم کہا ہے۔
(میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۴۱)

میت کو سلام

بعض لوگ السلام علیک ایہا النبی یا السلام علیکم یا اھل القبور سے بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں کہتے ہیں اگر وہ سنتے نہیں تو خطاب کا فائدہ ؟ حالانکہ ہر خطاب سماع کے لیے نہیں ہوتا۔ صحابہ کرامؓ بھی السلام علیک ایہا النبی کہتے تھے مگر ان کا عقیدہ آپ کے متعلق غائبانہ سماع کا نہیں تھا۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں بیان ہوا ہے۔ ایسی بات ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ السلام علی النبی نہ کہنا شروع کر دیتے (بخاری ص ۹۲۶)

پھر قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے اسرائیلیوں کے متعلق کہا گیا ہے۔

واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم، ثم اتخذتم العجل، ثم عفونا عنکم واذ قلتم یموسیٰ، ثم اتخذ العجل، ثم عفونا عنکم، واذ قلتم یموسیٰ، ثم بعثنکم من بعد موتکم، وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلوٰی وغیرہ۔ بتائیے ان کے اصل مخاطب کون اور کہاں ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی انگلی مبارک کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

ھل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت (بخاری ص ۲۹۳)
"تو فقط ایک انگلی ہے جو خون آلود ہوئی اور تو اللہ کی راہ میں زخمی ہوئی" کیا اس سے انگلی کو سنانا مقصود ہے؟

حضرت عمرؓ نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر کہا لولا انی رایت رسول اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم قبلک ما قبلتک (بخاری ص۲۱۸)

(اگر میں نے نبی علیہ السلام کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا)۔

ترمذی شریف میں حدیث ہے کوئی بیوی اپنے خاوند کو ستائے تو جنت کی حور کہتی ہے اسے دُکھ نہ دے اللہ تجھے ہلاک کرے۔ یہ تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھ سے جُدا ہو کر ہمارے پاس آجائے گا۔

اس خطاب کو بھی سماع سے کوئی سروکار نہیں۔ ورنہ ادھر دُنیا میں آواز آتی، ادباء اور شعراء کے کلام میں اس قسم کے خطاب کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔

عائشہ صدیقہؓ باوجودیکہ سماع موتیٰ کے قائل نہ تھیں اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر آکر کہتی ہیں۔

واللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت ولو شهدتک ما زرتک (ترمذی۔ کتاب الجنائز)

(خدا کی قسم اگر میں حاضر ہوتی تو آپ وہیں دفن ہوتے جہاں آپ کی موت واقع ہوئی تھی پھر مجھے آپ کی زیارت کے لیے بھی نہ آنا پڑتا)

امام طحطاویؒ فرماتے ہیں:۔

ان المیت لا یخاطب بالسلام لانہ لیس اهلا للخطاب (السلام علیکم یا اهل القبور) میں در اصل میت کو خطاب نہیں ہوتا کیونکہ میت تو خطاب کی اہل ہی نہیں۔

فرماتے ہیں:۔

المقصود منہ الدعاء لا الخطاب (شرح مراقی الفلاح ص۳۲۱)

(اس سے مقصود دُعا ہوتی ہے نہ کہ خطاب)

اگر خطاب کے لیے سماع ضروری ہے تو تشہد کے موقع پر السلام علیک ایہا النبی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دُور و نزدیک سے سُننا چاہیے۔ حالانکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیاتی متقدمین کا یہ گروہ دُور سے سماع موتیٰ کا قائل نہیں۔

تلقین میّت

لقنوا موتاکم والی حدیث سے بھی سماع کا مغالطہ کھایا گیا ہے۔ مولانا سرفراز صاحب فرماتے ہیں۔

یہ تلقین اسی وجہ سے ہے کہ میت قبر میں سُنتی ہے ورنہ یہ کارروائی بے کار ہے (سماع موتیٰ صـ۲۳۰)

کتاب الروح کے مطابق حافظ ابن القیمؒ بھی اس مغالطہ میں شریک ہیں۔ یہ لوگ حافظ ابن قیمؒ کی اور کوئی بات مانیں یا نہ مانیں مگر ان کی یہ باتیں ان کے دل کو بہت بھاتی ہیں۔ حالانکہ ہدایہ باب الجنائز میں تصریح موجود ہے۔

المراد الذی قرب من الموت (یہاں سے مُردے نہیں بلکہ قریب المرگ مُراد ہیں)

حاشیہ میں اس کے بارے میں لکھا ہے:۔

دفع توهم من يتوهم ان المراد به قراءة التلقين على القبر

اس سے یہ وہم دُور کرنا مقصود ہے کہ شاید قبر پر تلقین پڑھنی چاہیے۔ خود حافظ ابن قیمؒ نے بھی زاد المعاد صـ۱۴۹ میں اعتراف کیا ہے:۔

ولم يكن النبى صلى الله عليه وسلم يجلس يقرء عند القبر ولا يلقن الميت كما يفعله الناس اليوم۔

نبی علیہ السلام قبر کے پاس بیٹھ کر تلاوت نہیں فرماتے تھے نہ میت کو تلقین کرتے تھے جیسا کہ آج کل رواج ہو گیا ہے۔

بلکہ تلقین شہادت والی روایت کے متعلق لکھا ہے:۔

لا يصح رفعه (اس کا مرفوع ہونا ہی صحیح نہیں)

قبر پہ بیٹھنا

عمرو بن حزمؓ فرماتے ہیں:۔ رأى النبى صلى الله عليه وسلم متكئا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی قبر فقال لا تؤذ صاحب ھذا القبر (احمد - بحوالہ تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص۱۵۵ -

(مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھ کر فرمایا - اس قبر والے کو تکلیف نہ پہنچاؤ)

اس سے بھی احساس میت پر دلیل پکڑی گئی ہے -

منوں مٹی کے نیچے میت کے خشک ڈھانچے کو کیا تکلیف پہنچتی ہے - دراصل یہاں توہین مراد ہے -

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں :-

لیس المراد منہ الاذی اہ حقیقۃ ولا القعود والاتکاء حقیقۃ بل المراد من النھی عن القعود ھو النھی لاجل الحدث (عمدۃ القاری ص۱۸۵ ج ۸)

اس حدیث میں تکلیف یا بیٹھنا وغیرہ حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ ٹٹی پیشاب سے منع کرنا مراد ہے -

معانی الآثار للطحاوی میں ہے :-

وبہ قال مالک وابو حنیفۃ والجمھور اذا الحدث علی القبور ھتک حرمۃ المیت والمیت محترم کالحی واما مطلق الجلوس علی القبور فلیس بمنھی عنہ کما قال نافع کان ابن عمرؓ یجلس علی القبر -

امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ اور جمہور کا یہی خیال ہے کیونکہ قبروں پر قضائے حاجت کرنا میت کی توہین ہے اور میت زندہ کی مانند واجب الاحترام ہے مطلق بیٹھنا منع نہیں جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ سے ثابت ہے کہ وہ قبر پر بیٹھ جایا کرتے تھے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں : من جلس علی قبر یبول علیہ او یتغوط اہ (طحاوی) یعنی حضورؐ نے دراصل ٹٹی پیشاب کے لیے بیٹھنے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منع فرمایا۔ یعنی حنفیہ کے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ مطلقاً بیٹھنا منع نہیں ہے۔ البتہ ٹٹی پیشاب کرنے کے لیے بیٹھنا منع ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری میں بھی لکھا ہے بعض (حنفی) علماء نے قبروں کے عین اوپر چلنے کو جائز رکھا ہے۔ (ج ۵ صفحہ ۳۵۱ کتاب الکراہیۃ) صحیح بات یہ ہے کہ مطلقاً بیٹھنا منع ہے جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہے اور بہت سے علماء کا مذہب ہے۔

ایک یہ حدیث بیان کی جاتی ہے۔

میت کی بے حرمتی

کسر عظم المسلم میتا ککسرہ حیا (عن عائشہ موطا صفحہ ۸۳) مسلمان میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کے برابر ہے)

اہل علم کے نزدیک اس میں بھی میت کے احساس کو کوئی دخل نہیں صرف توہین کا معاملہ ہے جو گناہ کی بات ہے۔ ورنہ پھر قصاص بھی جاری ہونا چاہیے جس کا کوئی قائل نہیں۔

شہادت سے قبل حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنی ماں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ سے کہا مجھے ڈر ہے قتل کے بعد لوگ میرا مثلہ کریں گے صلیب پر لٹکا دیں گے تو فرمایا بیٹا جب بکری ذبح کر ڈالی جائے تو پھر اس بات کی کیا پرواہ کہ اس کی کھال کھینچ لی جاتی ہے۔

اسی فیصد موت

جن بھائیوں کو سماع موتی پر اصرار ہے ان سے ایک سوال پوچھتا ہوں بتائیے کہ انسان کا ایک ہی حاسہ ہوتا ہے یعنی سننا باقی حواس پر آپ کیوں نہیں اعتقاد رکھتے کیا وجہ ہے کہ اہل قبور نے کبھی آپ کی مسور کی دال اور چاول نہیں کھائے۔ کبھی آپ سے گھوٹی ہوئی بھنگ کا پیالہ نہیں پکڑا۔ کبھی آپ کے گجرے کے پھول نہیں سونگھے۔ کبھی آپ کو آنکھیں نہیں دکھلائیں۔ زیادہ صرف سماع کی حد تک یعنی بیس فی صد زندہ ہیں۔ باقی اسی فیصد ان کو نیا ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکل موتیٰ اور نطق موتیٰ

حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرکین کی اس دُکھتی رگ کو خوب سمجھتے تھے انہوں نے بتوں سے یہ نہیں کہا تھا تم سُنتے کیوں نہیں ہو بلکہ فرمایا:۔

الا تاکلون مالکم لا تنطقون ۔

(تم کھاتے کیوں نہیں ہو تم بولتے کیوں نہیں ہو)

مطلب یہ ہے کہ اگر ہماری آواز اُن کے کانوں میں پڑتی ہے ۔ تو لازماً ان کی آواز ہمارے کانوں میں پڑنی چاہیے ۔ سماع موتیٰ کو ثابت کرنے کے لیے صفحات سیاہ کرنا بے کار ہے ۔ اکل موتیٰ اور نطق موتیٰ کے لیے تو کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں ۔ وہ اگر سُنتے ہیں تو انھیں جمعراتیں اور ختم بھی کھانے چاہئیں ۔ نوالیاں بھی کرنی چاہئیں ذکر بھی کرانا چاہیے ۔ بیعتیں بھی کرنی چاہئیں اور بھی سب کچھ کرنا چاہیے ۔ صرف سُنتا ہی سُننا اور سُنانا کچھ بھی نہ یہ یک طرفہ ٹریفک ہے ۔ دیوبندی موحدین کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے ۔

شہد شاہد من اھلھا

صحیح پوچھیے تو سماع موتیٰ کا مسئلہ سرے سے مسئلہ ہی کوئی نہیں ۔ بریلویت کے بانی جناب احمد رضا خاں صاحب ایک عرضی کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"عائشہ صدیقہ رضؓ جو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں وہ مُردوں کے سُننے کا انکار فرماتی ہیں ۔ مُردے کون ہیں؟ جسم، رُوح مُردہ نہیں اور بے شک جسم نہیں سُنتا رُوح سُنتی ہے ۔"

(ملفوظات جلد سوم صہ ۲۸۱)

شہد شاہد من اھلھا کے مصداق ان الفاظ کی روشنی میں یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ مُردے نہیں سُنتے میت خواہ کسی کی ہو اس سے سماع کی مطلق نفی ہو گئی ۔ اب اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا میت ہونا ثابت ہو جائے تو پھر کسی دوسرے ولی یا شہید کے اجساد کو میت ثابت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات . (بخاری صفحہ ۱۶۶)

(جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو یاد رکھیے وہ موت کی آغوش میں چلے گئے)

قرآن پاک میں ہے انک میت وانھم میتون (زمر ۳۰)

آپ بھی مرنے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔

سماع روح

جہاں تک روح کے سُننے کا تعلق ہے سو بات یہ ہے جب تک یہ جسم میں موجود رہی ہم اسے نہ سمجھ سکے۔

قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا

(بنی اسرائیل : ۸۵)

(اور کہہ دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیے گئے ہو)

جسم سے نکل جانے کے بعد ہم اس کے متعلق کیا رائے قائم کر سکتے ہیں۔

بل احیاء ولا کن لا تشعرون (وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھ سکتے)

میرے بھائی جب جسم اور روح ایک تھے اس وقت انسان کا یہ عالم تھا اگر بے ہوش ہے تو بے خبر۔ سو رہا ہے تو بے خبر۔ جاگ رہا ہے تو بھی چار انچ پردے کے پیچھے سے بے خبر۔ جب روح جسم کو چھوڑ کر چلدی تو وہ داڈا ر کیسے بن گئی۔ روح کہاں ہوتی ہے۔ یہ تو یقینی امر ہے کہ وہ جسم کے بیچ میں نہیں ہوتی۔ اگر وہ نیک ہے تو اسے یوں بلاوا آتا ہے۔

یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (الفجر)

(اے مطمئن روح چل اپنے رب کے پاس راضی خوشی شامل ہو جا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں)

اگر بُرا ہے تو کہا جاتا ہے :-

اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون (الانعام: ۹۳)

(نکالو اپنی جانوں کو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا -)

حیات النبیؐ

مگر احمد رضا خاں صاحب انبیائے کرام کے بارے میں فرماتے ہیں :-

لا موت لھم الا آنیاً تصدیقاً للوعد ثم ھم احیاء ابداً بحیاۃ حقیقیۃ دنیاویۃ روحانیۃ و جسمانیۃ (فتاوی رضویہ ج ۱ ص ۱۲۱)

(انبیاء کی موت صرف ایک لمحہ کے لیے بطور تصدیق وعدہ ہوتی ہے پھر وہ حقیقی دنیاوی (روحانی اور جسمانی حیات کے ساتھ زندہ جاوید ہو جاتے ہیں -)

مولانا حسین احمد مدنی رح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں :

آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر (مکاتیب ص ۱۳۰ ج ۱)

مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ فرماتے ہیں :-

موت بمعنی انفکاک الروح عن الجسد آپؐ پر طاری نہیں ہوئی (بحوالہ القول الجلی فی حیات الانبیاء مصنفہ قاضی شمس الدین صاحب)

خیال فرمائیے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے تم شہداء کی زندگی کو نہیں سمجھتے ہو مگر یہ سب احناف انبیائے کرام کی زندگی کو سمجھنے کا دعویٰ کیے ہوئے ہیں -

مؤدبانہ گزارش ہے - رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کا جسدِ عنصری تین روز تک پڑا رہا - اس وقت تو اس میں روحِ حیات کسی کو محسوس نہ ہوئی - نہ صدیق اکبرؓ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نہ عمرؓ کو نہ عثمان غنیؓ کو نہ علی المرتضیٰؓ کو نہ قوی تر نہ ضعیف تر۔ بعد میں قبر مبارک میں جھانک کر ہمارے یہ جلیل القدر علماء اگر دیکھ آئے ہوں تو بندہ کہہ نہیں سکتا۔

دیوبندی مقلد مولانا سرفراز احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

"قبل از دفن کی حالت پر بعد از دفن کی حالت کو قیاس کر کے مطلق سماع موتیٰ کی نفی کرنا دلائل اور براہین کے لحاظ سے ہرگز درست اور صحیح نہیں" (سماع موتیٰ ص ۳۵۷)

غرض ہے کہ اگر مُردہ دفن ہونے کے بعد ہی زندہ ہوتا ہے تو پھر بُری میت کے لیے عذاب قبر سے بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اسے دفن ہی نہ کیا جائے۔

نیز یاد رہے جہاں تک نبی علیہ السلام کا تعلق ہے نانوتوی صاحبؒ کے نزدیک آپؐ کی رُوح آپؐ کے جسد سے الگ ہوئی نہیں۔ اور مولانا احمد رضا خاں صاحبؒ کے نزدیک بھی صرف ایک آن کے لیے الگ ہوئی۔ اس لیے یہاں بعد از دفن اور قبل از دفن کا سوال ہی نہیں۔

عالمِ ارواح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے:۔

ان نسمۃ المؤمن طائر تعلق فی شجر الجنۃ حتیٰ یرجعہ اللہ الیٰ جسدہ یوم یبعثہ (عن کعب بن مالکؓ۔ مؤطا امام مالک ص ۸۴۔ نسائی وغیرہ)

(مومن کی رُوح جنت کے درختوں میں پرندہ بن کر رہتی ہے۔ روز قیامت اسے اللہ تعالےٰ اپنے جسم میں لوٹائے گا)

شہیدوں کے متعلق فرمایا ان کی رُوحیں سبز رنگ کے پرندوں میں رہتی ہیں اللہ تعالےٰ نے ان سے پوچھا کچھ چاہیے انہوں نے جواب دیا کچھ نہیں چاہیے کیونکہ ہم بہت مزے میں ہیں۔ بہ اصرار پوچھا تو ان ارواح نے کہا۔

یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتیٰ نقتل فی سبیلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرۃً اُخریٰ (مسلم ج ۲ ص ۱۳۶)

(فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم ایک بار پھر تیری راہ میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوں)

مگر ایسا نہیں ہوگا۔ جب تمام مومنین اور شہداء کی رُوحیں درجہ بدرجہ جنت کے مزے اُڑا رہی ہیں اور تا قیامت جسموں میں واپس نہیں آئیں تو نہ جانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اطہر علیہ الف الف تحیۃ وسلام کو قبر مبارک میں مقید رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ کئی مفسرین کے نزدیک مومنوں کی ارواح مقام علیین میں ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جہاں ساتویں آسمان پر ہے۔ لفظ علیین بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کیا اتنی دُور تک آپ کی آواز پہنچ جائے گی۔

قبر کیا ہے؟

جہاں تک قبر میں فرشتوں کے آنے رُوح کو لوٹانے میت کو بٹھانے سوال و جواب کرنے قبر کو کشادہ یا تنگ کرنے یا عذاب و ثواب کا تعلق ہے تو گذارش ہے کہ یہاں قبر سے مراد یہ مٹی کی قبر نہیں یہ کوئی اور جہاں ہے جیسے آپ عالم ارواح یا عالم مثال یا عالم برزخ کہہ سکتے ہیں۔ کئی قومیں دفناتی ہی نہیں۔ ہندو سکھ اپنے مُردوں کو نذرِ آتش کر دیتے ہیں۔ کئی ایک کو جانور کھا جاتے ہیں۔ کچھ مچھلیوں کی خوراک بن جاتے ہیں۔

مصر کے عجائب گھر میں فراعنہ کی لاشیں شوکیسوں میں بند پڑی ہیں۔ کیا خیال ہے یہ سب لوگ عذاب و ثواب سے مستثنیٰ رہ جاتے ہیں۔ حاشا وکلا۔ بلکہ جو باقاعدہ قبروں میں مدفون ہوتے ہیں وہ بھی کب سلامت رہتے ہیں تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی لاشیں پھٹ کر گل سڑ جاتی ہیں اور مٹی انہیں کھا جاتی ہے۔ ایک قبر کی جگہ کئی قبریں بنتی رہتی ہیں۔ اگر ثواب و عذاب کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادراک عین اس وجود کو ہونا ہو تو روح کا تعلق اس سے قائم کرنے کے بجائے اس کو سلامت رکھنا چاہیے تھا۔

میت کا بکھرا ہوا پڑا ہو یہ زیر زمین ہو اور روح علیین یا اعلیٰ علیین میں ہو۔ ان کے دونوں کے درمیان ثریٰ اور ثریا سے بھی زیادہ فاصلہ ہو تب بھی ایسے میں آپ کی کون سنے گا۔

وما دعاء الکافرین الا فی ضلال (رعد: ۱۴) بالفرض روح کا اپنے بچے کھچے ذرات سے کسی طرح کوئی تعلق ہوتا بھی ہو تو بھی یہ ثبوت سماع کے لیے کافی نہیں ہے۔ جیسے نیند میں خواب دیکھنے والے کو پاس بیٹھے ہوئے کا کوئی احساس نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کی آواز سنتا ہے۔

عالم مثال :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ محسوس فرماتے تھے یا معراج کی رات آپ نے جو کچھ دیکھا اور ایسا ہے جو گفتگو اور ملاقات ہوئی (اس میں موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز ادا کرتے دیکھنا بھی شامل ہے) وہ سب از قبیل معجزات ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کو اجسام برزخیہ کی مختلف اشکال میں مختلف مقامات پر کشفاً رؤیت کرائی گئی۔

اگر کسی اور انسان کو قبر والے کچھ مشاہدہ ہو جائے تو یہ خرق عادت کے طور پر ہے۔ عبرت و موعظت کے لیے ایسا ممکن ہے جیسے حضرت ابن عمرؓ کے متعلق آتا ہے انہوں نے ایک مُردے کو قبر سے نکلتے دیکھا جسے عذاب ہو رہا تھا۔ اس کی حالت انتہائی خوفناک ہو رہی تھی کہنے لگا عبداللہ مجھے پانی پلاؤ پیچھے سے ایک عذاب کا فرشتہ نمودار ہوا کہنے لگا عبداللہ اسے پانی نہیں پلانا۔ پھر وہ دونوں ایک قبر میں سما گئے۔ ابن عمرؓ اس عجیب منظر سے دہشت زدہ ہو گئے (کتاب الروح)

یہ واقعہ اگر صحیح ہو تو اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالےٰ جس کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہے ٹیلیویژن کی طرح عالم مثال کی کوئی جھلک دکھا سکتا ہے۔

ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

مستثنیات، معجزات، کرامات اور خوارق کو عام دلیل نہیں بنا لینا چاہیے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہو سکتے ہیں وہ مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ ایک پتھر کی چٹان سے اُونٹنی پیدا ہو سکتی ہے یا آگ کی تاثیر ٹھنڈی ہو سکتی ہے یا لکڑی کا عصا اژدہا بن سکتا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم آن کی آن میں آسمانوں کی سیر فرما سکتے ہیں تو یہ قدرت کا عام قانون نہیں ہے۔

قیامت سے قبل قیامت

یہ ساری مصیبت اسی لیے کھڑی ہوئی ہے کہ برزخی احوال کے بارے میں بیان شدہ احادیث کو دنیوی احوال پر منطبق کر لیا گیا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا قرآن حکیم کی محکم آیات کو اصل قرار دے کر صحیح احادیث کی تعبیر ان کے مطابق کی جاتی۔ مگر ہوا یہ کہ حدیثوں کو غلط رنگ دے کر قرآنی آیات کی تاویل کر ڈالی گئی اور اس سلسلہ میں صحیح اور ضعیف تک کا امتیاز نہ کیا گیا۔ یہ صرف اس لیے کہ مُردوں کو زندہ کیا جا سکے۔ چاہے ایمان کی موت ہی واقع ہو جائے۔ مُردوں کو زندہ کرنے والے قیامت سے قبل قیامت ڈھا دیتے ہیں۔ شاید ان کے ہاتھ کہیں سے صورِ اسرافیل لگ گیا ہے۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منھم ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ (آل عمران: ۷)

(جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ فتنہ و تاویل چاہنے کے لیے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔)

انسانی سمجھ کا لحاظ

ایسی کئی مثالیں ہیں۔ ایک شے جس طرح ہمیں نظر آتی ہے حقیقت میں وہ اس طرح نہیں ہوتی مگر ہمارے سمجھانے کو اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح بیان فرما

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں جیسے وہ ہمیں نظر آتی ہے۔

مثلاً فرمایا انزل من السماء ماء (اس نے آسمان سے پانی اتارا) حالانکہ پانی بادلوں سے آتا ہے۔

فرمایا کل فی فلک یسبحون (یٰسین : ۴۰) سب آسمان میں تیرتے ہیں) حالانکہ سورج، چاند، تارے آسمان سے بہت نیچے ہیں۔

ذوالقرنین کے متعلق فرمایا :۔

حتیٰ اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ (الکہف ۸۶)
یہاں تک کہ جب وہ سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا تو اسے ایک دلدل کے چشمے میں ڈوبتے پایا حالانکہ سورج اس سے بہت دور تھا۔

بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ رات پچھلے پہر دنیا والے آسمان پر تشریف لے آتا ہے (عن ابی ھریرہ بخاری ص ۱۵۳)

ظاہر ہے ان سب مثالوں میں ظاہری معنی مراد نہیں ہو سکتے صرف ہمارے سمجھانے کو یہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ احادیث میں میت کے جو احوال بیان ہوئے ہیں ان کی صورت بھی کچھ ایسی ہی ہے میں نہیں سمجھ سکا یوں ظاہری مذہب انہیں اچھا نہیں لگتا اس پر ہمیشہ زبان طعن دراز کرتے ہیں مگر سماع موتی کے مسئلہ میں ان کے عقائد کیوں ٹھیٹھ ظاہریت کا مظہر بن گئے ہیں شاید اس سے اپنے بزرگوں کو ایصال ثواب مقصود ہے۔

مولانا حسین علیؒ

خدا خوش رکھے مولانا حسین علی رحمہ اللہ کو کہ ان کی کوششوں سے اہل دیوبند کا ایک طبقہ توحید سے آشنا ہوا۔ ورنہ ان میں سے اکثر موحدین بریلویوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

سُن بھی لے تو کیا ہے

میں کہتا ہوں میت بالفرض سُن بھی لے تو کیا ہے۔ جیتے جی کوئی کسی کی بگڑی نہ بنا سکا۔ کسی کی تقدیر نہ بدل سکا۔ عالم اسباب سے ہٹ کر کوئی کسی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ کام نہ آسکا - مگر اس نے کیا توپ چلا لینی ہے - کیا مرنے کے بعد اس کے اختیارات میں اضافہ ہو جاتا ہے - کیا وہ گورنر لگ جاتا ہے یا اسے خدائی مل جاتی ہے -

والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون (اعراف ۱۹۷)

"جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد پر قادر ہیں -"

ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر (فاطر : ۱۴)

" اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے اور اگر سن لیں تو جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے روز تمہارے شرک کا انکار کریں گے)

مواصلاتی رابطہ

ہم عالم دنیا میں ہیں - فوت شدگان کا قیام عالم برزخ میں ہے جس طرح ادھر سے ادھر کوئی رپورٹ نہیں آتی اسی طرح ادھر سے ادھر کوئی اطلاع نہیں پہنچی تادم تحریر کسی مادی یا روحانی سائنس نے ایسا آلہ ایجاد نہیں کیا جس سے ان دونوں جہانوں کے درمیان مواصلاتی رابطہ قائم ہو سکے -

ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (ان کے درمیان قیامت تک پردہ حائل ہے)

بفرض محال کسی طرح ان تک ہماری آواز پہنچ جائے لیکن وہ کچھ نہ کر سکیں تو فائدہ ؟

میت فریادرس نہیں فریادی ہے

صحیح پوچھیے تو زندوں کو مُردوں کی نہیں بلکہ مُردوں کو زندوں کی ضرورت ہے - زندہ مُردوں سے مدد مانگیں بے عقلی کی انتہا ہے -

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں:۔

ما المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام واخ او صدیق فاذا لحقه کان احب الیه من الدنیا وما فیها وان الله لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بیہقی) "قبر میں مُردہ ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی ڈوب رہا ہو فریاد کر رہا ہو اسے یہ انتظار ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ بھائی اور دوست اس کے لیے دُعا کریں۔ یہ دُعائیں اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اہل زمین کی دُعاؤں کی وجہ سے اہل قبور کو پہاڑوں جتنا ثواب پہنچاتا ہے اور زندوں کی طرف سے مُردوں کے لیے سوغات ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔"

مفہوم واضح ہے لفظ متغوث نوٹ فرمایئے یعنی مرنے والے غوث نہیں جو فریادرس ہیں متغوث ہیں یعنی فریاد چاہنے والے۔ وہ ہمارے لیے دُعائیں نہیں کرتے۔ ہمیں ان کے لیے دُعائیں مانگنا چاہئیں۔

تقلید کی لاج

مولانا خرم علی حنفیؒ لکھتے ہیں:۔

ہم لوگ اہل تقلید ہیں۔ پایہ اجتہاد کا نہیں رکھتے۔ پھر جن فقہاء کے ہم مقلد ہیں جب ان کی نصوص سے ثابت ہوا کہ میت کو فہم اور سماع نہیں تو اس میں زیادہ گفتگو اور تفتیش کرنا بے موقع ہے (غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار صفحہ ۲۹۲)

اے کاش

کاش میری یہ آواز وہ لوگ سُن بھی سکیں جنہیں مُردوں کے سُننے کا دعویٰ ہے مگر افسوس۔

انك لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیّ علی الصّلوٰۃ

خاکسار نے اس کتاب میں فرضی اور نفلی نمازوں سے متعلقہ وہ مسائل بیان کیے ہیں جو عام طور پر کتابوں میں بیان نہیں کیے جاتے اور جن کی نمازیوں کو بہت جستجو رہتی ہے۔ اور وہ آئے دن اپنے علمائے کرام سے کرید کرید کر دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اُردو کتابوں میں ایسے مسائل کم ہی زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ اگر کہیں ان کا ذکر ملتا بھی ہے تو اس سے ان کی پوری طرح تشفی نہیں ہوتی۔ اور وہ مزید تحقیق کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ بندہ نے حتی الامکان اسی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ہفت روزہ الاعتصام لاہور کے جناب علیم ناصری صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔ انداز استدلال نہایت واضح اور طرز بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ جس کو عالم و عامی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ ہمارے مدارس کے طلبہ اور مساجد کے خطیب اور امام اس کے مطالعے سے اپنی اور دُوسروں کی بھی اصلاح کر سکتے ہیں۔ نیز اپنے حنفی معاصرین سے بحث و نظر میں خاص مدد لے سکتے ہیں ہر مسئلے کی توضیح کے ساتھ اس کے مآخذ کا بھی حوالہ موجود ہے۔ جس سے اصل کتاب کی طرف رجوع کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ قارئین اس کتاب کو نماز کے موضوع پر نہایت مفید پائیں گے۔ (۹ فروری ۱۹۹۰ء)

حنفیہ نے اس کتاب کا جواب دینے کی کوشش کی ہے مگر اس کی غرض و غایت یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان کے مقتدی کہیں اُن سے اور اُن کی کتابوں سے بدظن نہ ہو جائیں اور کوئی خاص بات نہیں۔ صرف پردہ ڈالنے کی ایک سعی لاحاصل ہے۔

صفحات ۲۲۴ ۔ قیمت ۳۰ روپیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قد قامت الصلوٰۃ

اس کتاب کو حیّ علی الصلوٰۃ کا دوسرا حصّہ سمجھنا چاہیے۔ اس میں نماز کے مسائل بالترتیب اور تحقیقی انداز میں تحریر کیے گئے ہیں جو بھائی صلوا کما رأیتمونی اصلی کے مطابق نبی علیہ السلام جیسی نماز پڑھنا پسند فرماتے ہوں یہ کتاب اُن کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ یہ کتاب علمی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ قارئین محسوس فرمائیں گے کہ اس کتاب کا ہر نمازی کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔

تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں

اس کتاب میں تبلیغی نصاب کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ سراسر حنفیوں کی جماعت ہے۔ اور یہ اس لیے وجود میں لائی گئی ہے کہ سیدھے سادے مسلمانوں کو حنفیت کے جال میں پھنسایا جا سکے اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ ان کے عقائد و اعمال بریلویوں بلکہ عیسائی راہبوں سے بہت ملتے جلتے ہیں۔

صفحات ۱۹۲ قیمت : ۳۵ روپے

وسیلہ

اللہ تعالیٰ کو براہِ راست پکارنا چاہیے اور بلا واسطہ اس کی عبادت کرنی چاہیے یا بزرگوں کے وسیلے سے؟ یہ مسئلہ اہل توحید اور اہل شرک کے درمیان ہمیشہ متنازعہ رہا ہے۔ دُکھ اس امر کا ہے کہ اب یہ مسئلہ خود مسلمانوں کے درمیان بھی متنازعہ بن چکا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ غیر مسلم اپنے بڑوں کے بُت پُوجتے ہیں اور یہ مسلمان قبریں پُوجتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ کونسی شے انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے اور کیا چیز وسیلہ ہے اور کیا چیز وسیلہ نہیں ہے اس کتاب میں اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ صفحات ۱۹۲ : قیمت ۳۵ روپے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایہ عوام کی عدالت میں

خود اکابر علماء حنفیہ نے تسلیم کیا ہے کہ ہدایہ و دیگر کتب فقہ حنفیہ کی روایتیں ناقابل اعتماد ہیں۔ اس کتاب میں اسی مضمون کی وضاحت کی گئی ہے اور چند نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں جس سے اصاغر احناف چیخ اٹھے اور جوابی کارروائی شروع کر دی۔ مگر افسوس کہ جواب میں جواب نہ ہونے کے برابر ہے البتہ گالیاں بہت زیادہ ہیں۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

صفحات ۷۲ — قیمت ۱۵ روپے

تین طلاقیں (طبع دوم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر عہدِ فاروقی کے ابتدائی دو سالوں تک بیک وقت دی ہوئی تین طلاقیں ایک سمجھی جاتی ہیں۔ پھر لوگوں کی جلدبازی کی وجہ سے (ردِ عمل کے طور پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین طلاق کو تین قرار دے دیا (عن ابن عباس۔ مسلم) ظاہر ہے کہ اصل حکم وہی ہے جو پہلے تھا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اکٹھی تین طلاق کو تین قرار دیا ہو۔ حنفیہ کے نزدیک یہ صحیح حدیث قابل عمل نہیں ہے۔ یہ اکٹھی دی جانے والی تین طلاقوں کو تین قرار دیتے ہیں اور اسمیں مبتلا افراد کو یا تو یہ حیا سوز مشورہ دیتے ہیں کہ ایک رات کے لیے کسی (مولوی صاحب) سے اپنی بیوی کا حلالہ کراؤ یا پھر چپکے سے کان میں کہتے ہیں اہلحدیثوں سے فتوے لے آؤ۔ اس معرکۃ الآرا کتاب میں اسی مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کا پیش لفظ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا — صفحات ۱۷۶ ۔ قیمت ۳۰ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر

حنفیہ کو فتاویٰ عالمگیری پر بہت ناز ہے۔ بقول ان کے اسے پانچ سو علماء نے ترتیب دیا ہے۔ جب بھی اسلامی نفاذ کی بات ہوتی ہے ان سب کی یہ کوشش ہوتی ہے کسی طرح یہ نافذ العمل ہو جائے۔ عام مسلمانوں کو چونکہ صحیح واقفیت نہیں ہوتی اس لیے وہ ان کی باتوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں خاکسار نے اپنی کتاب میں فتاویٰ عالمگیری کے متعدد اقتباسات دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ فتوے کتاب وسنت کا بدل نہیں بلکہ غلط کاموں اور [illegible] کے لیے بے حد مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔ جو شخص ایک دفعہ یہ کتاب پڑھ لے گا انشاء اللہ پھر وہ ساری عمر فتاویٰ عالمگیری کا نام نہیں لے گا۔

تعویذ اور دم کتاب و سنّت کی روشنی میں (طبع دوم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دم ثابت ہے تعویذ ثابت نہیں۔ ہمارے معاشرے میں تعویذ فروش جادوگروں نے جو اندھیر نگری۔ فراڈ بازی اور لوٹ مار مچا رکھی ہے اور جس قسم کے دلائل کا سہارا لے رکھا ہے اس پمفلٹ میں ان کا کامیاب ردّ کیا گیا ہے۔

صفحات ۴۰ - قیمت ۸ روپے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب نمبر ____
مکتبہ دار العلوم المحمدیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

20 — 4

ملنے کے پتے

گوجرانوالہ	ادارہ احیاء السنۃ ، گھرجاکھ ، گوجرانوالہ
گوجرانوالہ	مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
پشاور	مکتبۃ القرآن والحدیث جنگی محلہ پشاور
پشاور	جامعۃ الاثریہ جہلم ، الاثریہ پشاور
فیصل آباد	دارالکتب رحمانیہ امین پورہ بازار فیصل آباد
راولپنڈی	مکتبہ رشیدیہ ، راجہ بازار راولپنڈی
سرگودھا	مکتبہ ثنائیہ جامع مسجد اہل حدیث ۱۹ بلاک سرگودھا
ملتان	فاروقی کتب خانہ بوہڑ گیٹ ملتان
لاہور	مکتبہ اہل حدیث غزنی سٹریٹ ، اردو بازار لاہور

مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ اہلحدیث چوک کورٹ روڈ کراچی